ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
29
www.tanzeem.org
23 تا 29 رمضان المبارک 1435ھ / 22 تا 28 جولائی 2014ء

آج تقسیمِ انعامات کا دن ہے!

’’جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم عید کے روز نہا دھو کر اجلا اور اچھا لباس زیب تن فرماتے، عطر اور خوشبو کا استعمال کرتے۔ اسلام زیب و زینت سے منع نہیں کرتا، ہاں اسراف اور ریاکاری اسے ناپسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم عید الفطر میں نماز سے پہلے چند طاق کھجوریں نوش فرماتے اور نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ عید شہر سے باہر کھلے میدان میں ادا فرماتے۔ ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس آتے اور جن راستوں پر مسلمان گزرتے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی سے گونج اٹھتے۔ ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ)) ’’اللہ سب سے بڑا ہے (ہم دل و جان سے گواہی دیتے ہیں) کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفوں کا حق دار بھی وہی ہے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب عید گاہ پہنچتے تو صف بندی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کرتے اور بڑا جامع اور مختصر خطبہ ارشاد فرماتے، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، لوگوں کو تقویٰ و طہارت، اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے کی نصیحت ہوتی اور خواتین کے حلقہ میں تشریف لے جا کر انہیں بھی الگ سے خطاب فرماتے۔ خواتین کے لیے بھی حکم ہے کہ وہ عید گاہ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نمازِ عید سے فراغت کے بعد اعلان ہوتا ہے: دیکھو تمہارے رب نے تمہاری سب کوتاہیاں اور گناہ معاف فرما دیے۔ آج بھلے بن کر گھروں کو جاؤ، آج تقسیم انعامات کا دن ہے۔ [مجمع الزوائد، ج:۲، ص: ۲۰۱] یہ خوشخبریاں کن کے لیے ہیں؟ ان کے لیے جنہوں نے حزم و احتیاط سے دن بھر روزہ رکھا اور خلوص و محبت سے راتوں کو قیام کیا اور جن کی زندگیاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے میں بسر ہوئیں۔‘‘

الحکمۃ
شیخ عمر فاروق

اس شمارے میں

اسرائیل کی بربریت اور مسلمان حکمران
غزہ پر اسرائیل کے وحشیانہ حملے
لاریب فیہ
لیلۃ القدر کی فضیلت
عید الفطر: قبول حق ہیں فقط......
اب کیا ہوگا؟
مسلمان عورت کی نمائش......
تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

بعثت بعد الموت کا انکار

سورۃ النحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 38، 39

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ ۙ لَا یَبۡعَثُ اللّٰہُ مَنۡ یَّمُوۡتُ ؕ بَلٰی وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا
وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿ۙ۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِیۡ یَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ وَلِیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡۤا اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰذِبِیۡنَ ﴿۳۹﴾

آیت ۳۸ ﴿وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ ۙ لَا یَبۡعَثُ اللّٰہُ مَنۡ یَّمُوۡتُ ؕ﴾ ’’اور وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں' اپنی پکی قسمیں کہ اللہ ہرگز نہیں اٹھائے گا اُس کو جو مر جائے گا۔‘‘

مشرکینِ مکہ اگرچہ عمومی طور پر مرنے کے بعد دوسری زندگی کے قائل تھے مگر ان کا اس سلسلہ میں عقیدہ یہ تھا کہ جن بُتوں کی وہ پوجا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے ان کے سفارشی ہوں گے اور اس طرح روزِ حشر کی تمام سختیوں سے وہ انہیں بچا لیں گے۔لیکن ان کے ہاں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو بعث بعد الموت کا منکر تھا۔ان لوگوں کے اس عقیدہ کا تذکرہ قرآن میں متعدد بار ہوا ہے۔سورۃ الانعام میں ان لوگوں کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے: ﴿وَ قَالُوۡۤا اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے یہ ہماری زندگی مگر صرف دنیا کی اور ہم (دوبارہ) اٹھائے نہیں جائیں گے۔‘‘

﴿بَلٰی وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۸﴾﴾ ’’کیوں نہیں' یہ وعدہ ہے اُس کے ذمہ سچا (کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے) لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔‘‘

آیت ۳۹ ﴿لِیُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِیۡ یَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ وَلِیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰذِبِیۡنَ ﴿۳۹﴾﴾ ’’تاکہ وہ واضح کر دے اُن پر وہ تمام چیزیں جن میں وہ لوگ اختلاف کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ کفار جان لیں کہ وہی جھوٹے تھے۔‘‘

اللہ تعالیٰ پوری نوعِ انسانی کے ایک ایک فرد کو دوبارہ اٹھائے گا اور انہیں ایک جگہ جمع کرے گا۔ پھر ان کے تمام اختلافی نظریات وعقائد کے بارے میں حتمی طور پر انہیں بتا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس وقت تمام منکرینِ حق کو اقرار کیے بغیر چارہ نہ رہے گا کہ ان کے خیالات ونظریات واقعی جھوٹ اور باطل پر مبنی تھے۔

فرمان نبویؐ

دنیا کا غم

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ کَانَتِ الۡاٰخِرَۃُ ہَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ غِنَاہُ فِیۡ قَلۡبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمۡلَہٗ وَاَتَتۡہُ الدُّنۡیَا وَہِیَ رَاغِمَۃٌ وَمَنۡ کَانَتِ الدُّنۡیَا ہَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ فَقۡرَہٗ بَیۡنَ عَیۡنَیۡہِ وَفَرَّقَ عَلَیۡہِ شَمۡلَہٗ وَلَمۡ یَاۡتِہٖ مِنَ الدُّنۡیَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَہٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جسے سب سے زیادہ فکرِ آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال ومتاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ جو شخص دنیا کے عیش پر مرمٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے‘‘۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 رمضان المبارک 1435ھ جلد 23
22 تا 28 جولائی 2014ء شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا.................(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرائیل کی بربریت اور مسلمان حکمران

دنیا میں ہونے والی بڑی جنگوں کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو ایک بات واضح ہو کر سامنے آئے گی کہ ایک قوم پس پردہ رہ کر جنگ کی آگ بھڑکاتی ہے۔ کبھی ایک فریق کی پشت پر ہوتی ہے اور کبھی دونوں فریقوں کو اپنی حمایت کا یقین دلا کر جنگ کی طرف دھکیل رہی ہوتی ہے۔ کبھی جنگ کے بعد اور کبھی دوران جنگ بندر بانٹ میں باقاعدہ حصہ وصول کرتی ہے۔ ماضی بعید کی چھان بین سے بات بہت طویل ہو جائے گی۔ گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں اور بے شمار چھوٹی جنگیں ہوئیں۔ پہلی جنگ عظیم 1914ء سے 1918ء تک ہوئی۔ 1917ء میں وقت کی سپریم طاقت برطانیہ کے وزیر خارجہ لارڈ بالفور نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ ''ان کی حکومت فلسطین میں ایک خودمختار یہودی ریاست کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔'' پھر دنیا کے سامنے بالفور ڈیکلریشن کے نام سے ایک معاہدہ سامنے آیا، جس کی رو سے یہودیوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ فلسطین میں آباد ہو سکتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم جو 1945ء میں اختتام کو پہنچی، اُس کے اڑھائی تین سال بعد 1948ء میں اسرائیل کی ریاست کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ عرب کے نقشہ پر نگاہ دوڑائیں، اسرائیل ایک خنجر کی طرح عرب کے سینہ میں پیوست ہے۔

اس وقت اگرچہ امریکہ اسرائیل کا اصل سرپرست اور مائی باپ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ پودا برطانوی استعمار کا لگایا ہوا ہے جو اب ایک مکمل شجر خبیثہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ خود برطانیہ ہی کا ایک رکن پارلیمنٹ جارج گیلوے اپنے ضمیر کی آواز کو دبا نہ سکا اور اُس نے پارلیمنٹ میں بالفور معاہدے پر تبصرہ کرتے ہو کہا: This is the greatest land theft in the history of mankind اُنہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایک قوم کی زمین دوسری قوم کو تیسری قوم نے دے دی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اگر 1917ء کے عالم اسلام پر نگاہ ڈالیں تو حالات تب بھی دگرگوں تھے۔ اکثر مسلم ممالک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ بالفور ڈیکلریشن کا اعلان کرنے والے برطانیہ کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہو رہا تھا۔ برصغیر ہند میں جنگ آزادی میں شکست کے بعد مسلمانوں کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ ہندو کے مقابلے میں دوسرے درجہ کے شہری بن چکے تھے۔ خلافت عثمانیہ کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ صرف سات سال بعد 1924ء میں ترکِ نادان نے خلافت کی قبا چاک کر کے مسلمانوں کی مرکزیت کو خود تباہ و برباد کر دیا۔ اس پس منظر میں کون انگریزوں کا ہاتھ روکتا کہ وہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کا معاہدہ نہ کریں۔ چنانچہ 1948ء میں اسرائیل بالفعل قائم ہو گیا۔

1948ء سے 1973ء تک تین مرتبہ عرب اسرائیل جنگ ہوئی۔ ہر مرتبہ عربوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ 1967ء کی جنگ میں اُس نے عربوں کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ قریب قریب نصف صدی گزرنے کے باوجود اسرائیل سے ان علاقوں کا قبضہ چھڑایا نہیں جا سکا۔ یہودی سازشی ہیں، شیطان کے ایجنٹ ہیں، اُن کا انجام بڑا عبرتناک ہوگا، سب ٹھیک ہے۔ اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ یہودی دنیا بھر سے ایک علاقہ میں اس لئے جمع کر دیئے جائیں گے، تاکہ سب کو اکٹھا جہنم واصل کر دیا جائے۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہو

گا اور ہم یہاں قارئین کو بتاتے چلیں کہ یہودیوں کا مذہبی طبقہ اس ساری صورت حال سے ظاہراً بہت خوش لیکن اندر سے بڑا خوفزدہ ہے۔ جب 1967ء میں یہودیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو اسرائیلی وزیراعظم کے ساتھ جو یہودی مذہبی پیشوا بیت المقدس میں داخل ہوا تو اچانک اُس کے منہ سے نکلا۔ This is the beginning of the end اس لئے کہ جو کچھ نبی پاک ﷺ نے یہودیوں کے عبرتناک انجام کے بارے میں ہمیں بتایا ہے، اُن کی اپنی کتابوں میں بھی اس کے واضح اشارے ملتے ہیں۔ قارئین کرام! یہ سب کچھ تو ہوگا اللہ کے فیصلوں کے مطابق اللہ کے مقرر کردہ وقت پر، آیئے اس وقت زمینی حقائق پر نگاہ ڈالیں، عربوں اور اسرائیلی یہودیوں کا موازنہ کریں کہ وہ اپنی بقا اپنی سلامتی اور اپنے استحکام کے لئے کیا طرزِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں اور عرب زندگی کو کس طرح گزار رہے ہیں۔

یہودی دنیا کی امیر ترین قوم ہے لیکن آپ کو اُن میں سادگی نظر آئے گی۔ ارب پتی یہودی کا بیٹا بھی اپنے مستقبل کے لیے خود جدوجہد کرتا نظر آتا ہے۔ کام کام اور کام کے اصول کو انہوں نے اپنایا ہے۔ اسرائیل کی سلامتی کے لئے ہر شخص ہر وقت تیار نظر آتا ہے۔ ہر اسرائیلی پر فوجی ٹریننگ لازم ہے۔ ہر شہری کا جنگ کا کارڈ بنا ہوا ہے۔ اُسے بتا دیا جاتا ہے کہ اگر جنگ کا الارم بجے تو اُسے کہاں پہنچنا ہے۔ اور عربوں کا طرزِ زندگی بیان کرتے ہوئے ہمیں ندامت اور شرمندگی کے سوا کیا ملے گا۔ بس اتنا کافی ہے کہ تزک بابری میں ان ہی جیسے لوگوں بارے کہا گیا ہے ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' اب ان سب چیزوں کو جوڑ لیجئے اس بات کا جواب خود بخود سمجھ آ جائے گا کہ اسرائیل وحشیانہ پن اور بربریت کا مظاہرہ کیوں کر رہا ہے۔ وہ فلسطینیوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح کیوں مار رہا ہے اور عرب خاموش تماشائی کیوں بنے ہیں؟ دیکھئے، ایک قوم کی جبلت میں شر انگیزی ہے۔ پیغمبروں کو قتل کرنا، دنیا میں جنگیں کرانا اور منظم سودی خوری کی بنیاد رکھنا اُن کا ماضی ہے۔ ایسی قوم اگر اجتماعی طور پر محنتی ہے، اپنے ہدف کے حصول کے لئے انتھک جدوجہد کرتی ہے طاقت حاصل کرنے کے لئے اور اپنے ملک کی سلامتی کے لئے اُن پر دیوانگی طاری ہے، اس حوالہ سے دن رات الرٹ رہتی ہے۔ پھر یہ کہ اُس کا دشمن تن آسان ہے، عیش و عشرت میں پڑا ہے وہ اپنے آج میں مگن ہے، اُسے کل کی کوئی پرواہ نہیں۔ دولت بغیر محنت اُس کے پاؤں تلے سے برآمد ہو رہی ہے اور بحیثیت مجموعی اللے تللوں میں مصروف ہے۔ لہٰذا اسرائیل جیسی قوم کو اللہ مارے تو مارے اور اگر چاہے تو نیست و نابود کر دے، اُس کا عیاش دشمن اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اُس کے پاس اس کے سوا کیا حل ہے کہ اپنے بچوں کو قتل ہوتے دیکھے، اپنی عورتوں کی چیخ و پکار سنے اور خاموش تماشائی بنا رہے۔ کسی زمانہ میں عرب اسرائیل کی ایسی حرکتوں کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اب اس درندگی کو باادب ملاحظہ کرتے ہیں اور فلسطینیوں کو اشارے کنائے سے کہتے ہیں کہ غلامی کے آداب سیکھو، بڑوں کے سامنے اونچی آواز سے نہیں چیختے، گستاخی تصور کی جائے گی۔ عربوں کے علاوہ دوسرے مسلمان حکمرانوں کا حال بھی مختلف نہیں۔ وہ اُس امریکہ کے پاس جس کی سپر میسی کو اسرائیل نے دولت اور میڈیا کے ذریعے یرغمال بنایا ہوا ہے، رحم کی اپیل لیکر جاتے ہیں اور اُس کی کنیز یو این او سے امن قائم کروانے کی التجائیں کرتے ہیں۔ اُس یو این او کا جواب ہوتا ہے تمہاری درخواست پر یقیناً غور ہوگا لیکن ابھی اسرائیل کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوا۔ ابھی اسرائیلی سرکار غصہ میں ہے۔ لہٰذا غصے میں کہیں ہمارے ہی پیٹ پر لات نہ مار دے۔

اس ساری صورت حال سے صرف ایک مثبت نتیجہ نکل سکتا ہے۔ آج عرب دنیا اور بہت سے دوسرے مسلمان ممالک میں بعض سرپھرے اپنے کٹھ پتلی حکمرانوں اور اُن کے امریکی و یورپی آقاؤں کے خلاف علم بغاوت بلند کر چکے ہیں جنہیں امریکہ اور اُس کے غلام مسلمان حکمران ''دہشت گرد'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ اسرائیل کا ظلم و ستم، اُس کی درندگی اور بربریت خصوصاً فلسطینی بچوں کی ٹارگٹ کلنگ ان ''دہشت گردوں'' کی تعداد میں اضافہ کرے گی، عام مسلمانوں میں اُن کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرے گی۔ عام مسلمان اُن کی مالی و اخلاقی امداد میں اضافہ بھی کریں گے۔ جوں جوں حکمرانوں کے ظلم و ستم میں اضافہ ہوگا، ان ''دہشت گردوں'' کی قوت بڑھتی چلی جائے گی۔ عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ اللہ ظلم ختم کرنے کے لیے کبھی خود زمین پر نہیں اترا، وہ نمرودوں کو مارنے کے لیے مچھروں سے کام لے لیتا ہے۔ لہٰذا یہ امکان ہے کہ مولا باز سے لڑ جائے۔ لیکن اسلام دشمن طاغوتی قوتوں سے فیصلہ کن جنگ کرنے اور اُنہیں شکست فاش دینے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ اس درندگی اور بربریت پر کڑھنے والے مسلمان پیہم جدوجہد کر کے دنیا کے کسی حصہ میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کریں، پہلے مرحلے کے طور پر دنیا کے کسی علاقہ میں خالصتاً حقیقی مسلمانوں کی مدد سے نظام خلافت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں، یہ خلافت سی آئی اے یا موساد sponsered نہ ہو۔

یہاں ایک بات کی وضاحت لازم ہے۔ گزشتہ صدی میں استعماری قوتوں نے جو نیشن سٹیٹس بنائی تھیں اور اُن کی جو حد بندی کی تھی، نیو ورلڈ آرڈر قائم کرنے کی شوق میں وہ ان سرحدوں کی خود ہی کھلم کھلا خلاف ورزی کی مرتکب ہو چکی ہیں۔ لہٰذا حقیقی نظام خلافت قائم کرنے والوں کے لیے جواز مہیا ہو چکا ہے کہ وہ مسلمان ممالک کے درمیان اس حد بندی کے خاتمے کا اعلان کر دیں۔ 160 کروڑ مسلمان اگر متحد ہو کر اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کا سفارتی اور تجارتی بائیکاٹ کرتے ہیں تو دشمن کی معیشت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ کیا وہ اُس کے جواب میں تمام عالم اسلام کو نیست و نابود کر دیں گے؟ یہ اُن کے لئے ممکن نہیں۔ اسرائیل کے لئے بھی ممکن نہیں کہ اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کی آشیرباد اور پشت پناہی کے بغیر ایسی بہیمیت اور درندگی کا مظاہرہ کرے۔ لہٰذا عوامی سطح پر جلسوں اور مظاہروں سے اپنے جذبات اور برہمی کا اظہار اپنی جگہ درست ہے، لیکن کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ مسلمانو! مسلمان بنو، اسلامی معاشرہ تشکیل دو اور اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالو اور تخت یا تختہ کے لیے ڈٹ جاؤ۔ کفر کا مقابلہ منافقت سے نہیں، اسلام سے کرو، ورنہ مسلمان بچوں کی لاشیں گرتی رہیں گی، تمہارے حکمران یس سر کی گردان جاری رکھیں گے اور تم ٹیلی ویژن لاؤنج میں گرتی لاشوں کا نظارہ کرتے رہو گے اور اپنی بے بسی کا خود ہی تماشا دیکھتے رہو گے۔

غزہ پر اسرائیل کے وحشیانہ حملے

یہودی شیطنت اور اسلام دشمنی کا تاریخی تسلسل

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک خطاب جمعہ سے ماخوذ تحریر

مرتب: ابواکرام

امت مسلمہ آج جس زوال اور پستی سے دوچار ہے، وہ اب اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ کفار کی جانب سے ہمیں مسلسل اذیت پہنچانے کا عمل جاری ہے۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا واقعہ رونما ہوتا ہے، جس سے مسلمانوں کے دل چھلنی ہوتے ہیں، مگر ہم مظاہروں کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔ تازہ ترین واقعہ غزہ میں محصور 18 لاکھ سے زائد فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل کی جانب سے وحشیانہ حملے ہیں جو درندگی اور بربریت کی بدترین مثال ہیں۔ اِن حملوں میں گزشتہ چند دن میں دو سو سے زائد مسلمان خواتین مرد و زن اور بچے شہید ہو گئے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے 2010ء میں بھی صیہونی دہشت گرد ریاست نے اِسی قسم کی دہشت گردی کا ارتکاب کیا تھا، جب فریڈم فلوٹیلا کے نام سے امدادی قافلہ مظلوم و بے بس فلسطینی مریضوں اور بچوں کے لیے خوراک اور ادویات لے کر جا رہا تھا، کہ اُس پر صیہونی ریاستی دہشت گردوں نے حملہ کر دیا تھا۔ غزہ پر صیہونی وحشت اور درندگی پر دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ امن عالم کے ٹھیکیدار اور حقوق انسانی کے دعویدار امریکا نے اس قتل عام کی مذمت تک نہیں کی۔

سچی بات یہ ہے کہ اسرائیل امریکہ ہی کے بل بوتے نہ صرف فلسطینیوں کے خلاف دہشت گردی کا ارتکاب کر رہا ہے بلکہ اُس کے ذریعے اُس نے پوری دنیا میں جارحیت اور دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ صیہونی ناجائز ریاست اسرائیل نے پوری عیسائی دنیا بالخصوص امریکہ کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ امریکہ اور اسرائیل پر وہ تمثیل پورے طور پر صادق آتی ہے، جو یوحنا کے مکاشفہ میں دنیا کے آخری دور کے بارے میں دی گئی ہے۔ فرمایا: ایک عظیم الجثہ درندہ ہوگا جس کی گردن پر ایک فاحشہ سوار ہوگی، جو اُسے کنٹرول کر رہی ہوگی۔ صیہونی درندگی کے اس شرمناک واقعہ پر عالم اسلام کی جانب سے نہایت مجرمانہ خاموشی دیکھنے میں آئی ہے۔ پسپائی کی انتہا یہ ہے کہ کسی بھی ملک کی جانب سے صیہونی دہشت گردی کی مذمت تک نہیں کی گئی ہے۔ اس سے پہلے جب کبھی اس طرح کی بربریت کا مظاہرہ ہوتا تھا مسلم دنیا کی جانب سے مذمت کی جاتی تھی، مگر اب یہ تکلف بھی گوارا نہ کیا گیا۔ بہت سے عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لئے ایک دوسرے پر بازی لے جانے کو بے چین ہیں۔

غزہ پر اسرائیل کے وحشیانہ حملے انتہائی قابل مذمت ہیں جن کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان حملوں نے یہود کی انسانیت دشمنی بالخصوص اُن کے اسلام اور مسلمانوں سے بغض کو مزید آشکارا کیا ہے۔ مگر یہود کی تاریخ کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اسرائیل کی موجودہ سفاکیت اور شیطنت کو ہمیں تاریخی تسلسل میں دیکھنا چاہیے۔ تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو روزِ اول سے مسلمانوں کے متعلق یہود کا یہی کردار رہا ہے۔ دورِ نبویؐ پر ایک نگاہ ڈالیے، حقیقت واضح ہو جائے گی۔ مکی دور میں مسلمانوں کو یہود سے سابقہ نہیں پڑا تھا، لیکن ہجرت کے بعد جب وہ مدینہ گئے تو انہیں یہ توقع تھی مدینہ کے یہودی قبائل دعوت اسلام کو قبول کرنے میں دیر نہ کریں گے، اس لیے کہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل، اُن کے رسولوں اور اُن کی کتابوں کا تذکرہ موجود ہے۔ اُن کی کتابوں میں نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کی پیشین گوئیاں ہیں، پھر یہ کہ وہ رسولوں کو مانتے ہیں، آخرت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مگر عملاً جو صورتحال پیش آئی وہ اس کے برعکس تھی۔ یہودی اسلام کے بدترین دشمن ثابت ہوئے۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں کی اس توقع کے بارے فرمایا ہے: ''(مومنو!) کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) ان میں سے کچھ لوگ اللہ کا کلام (یعنی تورات) سنتے پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں؟'' (البقرہ:75)

یہودی نبی کریم ﷺ کو ایسے جانتے تھے، جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے آپؐ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تو اس کی وجہ اُن کا حسد اور تکبر تھا۔ حسد یہ کہ اڑھائی ہزار سال سے نبوت و رسالت بنی اسرائیل میں چلی آتی تھی۔ اللہ نے یہ اعزاز اُن سے چھین کر بنی اسمٰعیل کو کیوں دے دیا۔ اور تکبر یہ کہ اگر ہم آپؐ کو رسول مان لیں گے تو بنی اسمٰعیل کو ہم پر فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ لہٰذا اللہ نے واضح فرما دیا کہ اگرچہ یہ انبیاء کی اولاد ہیں اور انہیں تمام جہان والوں پر فضیلت عطا کی گئی تھی، مگر مسلمانوں کو اُن سے قبول حق کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ یہ ماضی میں تو اللہ کی نمائندہ امت تھے، لیکن اب یہ اس منصب سے معزول ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان سے زیادہ اُمیدیں وابستہ کرنے کی بجائے اُن کے کردار کو دیکھنا چاہیے۔

یہود کا مسلمانوں اور اسلام کے معاملے میں کردار روزِ اوّل سے وہی ہے جو کردار آدم علیہ السلام کے حوالے سے ابلیس نے ادا کیا تھا۔ اللہ نے ملائکہ کی جماعت کو کہ جن میں ابلیس بھی شامل ہو گیا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے انکار کر دیا۔ اس انکار کا سبب اُس کا تکبر تھا۔ اُس نے یہ دلیل پیش کی کہ یا اللہ، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا جبکہ آدمؑ کو مٹی سے، لہٰذا میں اسے سجدہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ راندۂ درگاہ ہوا۔ یہود نے بھی تکبر کے سبب اسلام قبول نہ کیا، اور دعوت حق کی بھرپور مخالفت کی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ غرور و تکبر ایسی خطرناک صفت ہے جو انسان کو حق سے دور کر دیتی ہے۔ اُسے اس کا بدترین انجام نظر آتا ہے مگر اس کے باوجود وہ حق سے بغاوت کرتا ہے۔ یہود اپنے حسد و تکبر کے سبب روزِ اوّل سے اسلام سے دشمنی کرتے چلے آ رہے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ شمع اسلام کو بجھا دیں۔ قرآن حکیم نے دو مقامات پر یہ بات واضح کی ہے۔ سورۃ التوبہ میں فرمایا: ''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔'' (آیات: 33,32) سورۃ الصف میں ارشاد ہوا: ''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔'' (آیات: 9,8)

قرآن کا نزول یہودیوں پر بڑا گراں گزرتا تھا کہ یہ رحمت بنی اسمٰعیل کو کیوں مل رہی ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ نورِ اسلام کو بجھا دیں۔ اس کے لیے انہوں نے طرح طرح کی سازشیں کیں۔ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ پر قاتلانہ حملے کرائے، اسی بنیاد پر اُن کے ایک قبیلے کو مدینہ سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ منافقین کو مسلمانوں کے خلاف اُکساتے رہے۔ غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین عرب کو اکٹھا کرنے والے یہی بد باطن یہودی تھے۔ لیکن اللہ نے واضح فرمادیا کہ یہ چاہے جتنی سازشیں کرلیں، ان کو منہ کی

> اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودی سازشوں کا توڑ محض مظاہروں سے نہیں ہوگا۔ ہمیں اسلامی نظام نافذ کرنا ہوگا۔ اسلامی خلافت کے قیام ہی سے ہمیں وہ قوت حاصل ہوگی جس سے ہم صیہونی سازشوں اور دہشت گردی کا منہ توڑ جواب دے سکیں گے

کھانی پڑے گی۔ یہودی کی رشتہ دوانیوں کے باوجود اللہ کا نور مکمل ہوکر رہے گا۔ اللہ نہ صرف نورِ ہدایت مکمل کرے گا، بلکہ اپنے نبیؐ کے ذریعے اس دین کو غلبہ بھی عطا فرمائے گا۔ اسلام کا سورج ضرور چمکے گا، اور اللہ کا دین غالب ہوکر رہے گا کہ یہی نبی کریم ﷺ کو بھیجنے کا مقصد ہے۔ آپؐ کو بھیجا ہی اس لیے گیا کہ تمام ادیانِ باطلہ پر، تمام نظامِ زندگی پر اسلام کو غلبہ عطا فرمادیں۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران جزیرہ نمائے عرب کی حد تک یہ دین غالب ہوگیا، لیکن آپؐ کی بعثت چونکہ کل نوعِ انسانی کی طرف ہے، لہٰذا اس دین کو کل روئے ارضی پر غالب ہونا ہے، جس کی پیشین گوئیاں احادیث میں آئی ہیں۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کو جو دینِ حق عطا کیا، جو نظامِ عدلِ اجتماعی دیا، یہ دنیا اسی سسٹم کی جانب بڑھ رہی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا میں اسلام کا عادلانہ نظام ہوگا۔ یہی واحد ورلڈ آرڈر ہوگا، جو پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا۔

اپنے سیاہ ماضی کی طرح آج بھی یہودی اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہ عیسائیوں کو اپنے ایجنٹ اور آلۂ کار کے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ آپ دیکھ لیں، دنیا میں جہاں بھی سازشیں ہوتی ہیں، اُس کے پس پردہ شیطانی یہودی ذہن کارفرما ہوتا ہے۔ بلکہ پوری تاریخ ان کے گھناؤنے کردار اور سازشوں کی گواہی دیتی ہے۔ ہمارے ہاں کے ''روشن خیال'' لوگ عام طور پر یہ فقرے چست کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو تو بس ہر سازش کے پیچھے یہودی ہی نظر آتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ بڑے بااصول اور مہذب ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ اِن سے نفرت نہیں رکھنی چاہیے، بلکہ بیٹھ کر مکالمہ کرنا چاہیے۔ یہ بات کہتے ہوئے یہ لوگ اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ خود قرآن حکیم نے یہودیوں کی اسلام دشمنی کو نمایاں کیا ہے۔ یہودی اسلام کے دشمن ہی نہیں سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اور مسلمانوں سے عداوت اور دشمنی میں سب سے زیادہ شدید ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے: ''(اے پیغمبرؐ!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔'' (المائدہ:82) آج یہود اور مشرک ہندوؤں کا گٹھ جوڑ صاف عیاں ہے۔ قرآن حکیم نے ہمیں یہود و نصاریٰ کی دوستی سے سختی سے منع کیا ہے: ''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:51)

جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی، یہود و نصاریٰ کی آپس میں سخت دشمنی چلی آتی تھی، مگر اسلام دشمنی میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ لیکن آج تو وہ حقیقتاً یکجان دو قالب ہو چکے ہیں اور باہمی دشمنیاں بھلا چکے ہیں۔ قرآن نے واضح کردیا ہے کہ مسلمانو! تم ان سے ہرگز دوستی نہ کرنا۔ یہ تمہارے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، لہٰذا تمہارے خیرخواہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ دوستی کی ممانعت کے ساتھ ساتھ یہ بھی تنبیہہ کردی گئی کہ اگر تم میں سے کوئی اُن سے دوستی کی پینگیں بڑھائے گا، اُنہیں اپنا سپورٹر سمجھے گا تو وہ خواہ لاکھ امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں ہونے کا دعویٰ کرے، حقیقت میں وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہوگا، یہود و نصاریٰ کے گروہ میں ہوگا۔ اللہ کے ہاں اُس کا شمار انہی میں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے والے ظالم ہیں۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا، جو اُن سے دوستی کرکے اللہ کے حکم سے سرتابی کریں۔

امریکہ کے عظیم الجثہ درندہ کی گردن پر صیہونی فاحشہ

کچھ اس طور سے سوار ہوگئی ہے کہ اُسے پورے طور پر قابو کررکھا ہے۔ اب اُس نے اپنی تمام تر قوت صیہونیوں کے شیطانی نظام کے عالمی غلبے اور اسلام کے احیاء کو روکنے کے لیے وقف کردی ہے۔ 1991ء میں جنگ خلیج کے موقع پر اُس وقت کے امریکی صدر بش نے نیو ورلڈ آرڈر، جو حقیقت میں جیو ورلڈ آرڈر ہے کا نعرہ لگایا تھا۔ یعنی اب پوری دنیا میں ہمارا نظام چلے گا۔ روس کی شکست کے بعد ہم زمین پر واحد عالمی طاقت ہیں، لہٰذا ہم کہیں بھی کوئی اور نظام نہیں چلنے دیں گے۔ ہمارا ہی ساجی نظام اور بے حیا تہذیب ہر جگہ نافذ ہوگی۔ ہم اسلامی شریعت کو کہیں بھی نافذ ہونے اور سر اُٹھانے نہیں دیں گے۔ اسی طرح بش جونیئر نے اپنے دورِ صدارت میں کہا تھا کہ القاعدہ والے انڈونیشیا سے مراکش تک خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ یہ جانتے ہیں کہ اللہ کا نظام اسلام ہی ہے۔ یہ زمین اللہ کی ہے، اس پر اللہ کا نظام قائم ہونا چاہیے۔ مگر عالمِ کفر بالخصوص نصاریٰ یہودیوں کے شکنجے میں ہیں، اور شیطان کے ایجنٹوں کا کردار ادا کررہے ہیں۔ اِن شیطانی ایجنٹوں کی قیادت یہود کے ہاتھوں میں ہے۔ اور ان کی پوری کوشش ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اسلام کو غالب نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہوجانے سے اُن کے دجالی شیطانی نظام کے لیے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ علامہ اقبال کی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس اپنے سیاسی مشیروں سے کہتا ہے۔

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

لیکن یہ غلبہ تو انسانیت کا مقدر ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا تقاضا ہے، جو بہرصورت پورا ہو کر رہنا ہے۔ یہود نے کل بھی سازشیں کی تھیں مگر اسلام کو غلبہ عطا ہوا تھا، اور آج بھی حق و باطل کی کشمکش جاری ہے جو بالآخر حق کی فتح اور اسلام کے غلبے پر منتج ہوگی۔ اگرچہ آج مسلمانوں کو اُن کی دین سے بے وفائی اور غداری کی سزا مل رہی ہے، لیکن وہ مسلمان جو اللہ کے سچے وفادار ہیں، جو ابلیسی قوتوں کے مقابلے میں کسی صورت بھی جھکنے کو تیار نہیں، اللہ اُن کو ضرور مدد دے گا۔ اس وقت مسلمانوں پر جو ظلم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں ہوسکتا ہے کہ اِس سے مسلمان جاگ جائیں۔ ورنہ اس وقت تو ہم بالکل مدہوش، اپنی دینی ذمہ داریوں سے یکسر غافل، دنیا پرستی میں مگن ہیں۔ ہمارا حال وہی ہے جو اقبال کے اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

جانتا ہوں میں یہ امت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں

اس وقت ہم اپنے بچوں کو بھی دنیا پرستی کا سبق دے رہے ہیں۔ اسلام ہماری ترجیح ہے ہی نہیں۔

مغرب کی تہذیبی اقدار کو سوسائٹی اور گھروں میں پروان چڑھایا جارہا ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت بھی مغربی انداز سے ہورہی ہے۔ دینی تعلیم کی طرف ہمارا کوئی دھیان ہی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ناظرہ قرآن پڑھا لیتے ہیں۔ تعلیم کے لیے بچوں کو ایسے سکولوں میں بھیجا جاتا ہے جن سے فارغ ہوکر وہ امریکہ اور یورپ میں جاکر تعلیم حاصل کرسکیں۔ ہماری اس دنیا پرستی کے سبب ہمیں بار بار کچوکے لگ رہے ہیں۔ شاید کہ ہم بیدار ہوجائیں اور اللہ کی جانب رجوع کرلیں۔ اگر ایسا ہوجائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہوجائے گی۔ جن لوگوں نے اللہ سے وفاداری کی اور تمام تر مسائل و مصائب اور سختیوں کے باوجود طاغوت کے آگے نہیں جھکے، اللہ کی مدد آج بھی اُن کے ساتھ ہے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال طالبانِ افغانستان ہیں۔ جنہوں نے اللہ کا نظام اپنے ہاں نافذ کیا، اور اس ’’جرم‘‘ کی پاداش میں جب دشمن نے اُن پر یلغار کی تو انہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، اور گھٹنے نہیں ٹیکے۔ آج دشمن خود یہ تسلیم کر رہا ہے کہ طالبان کو شکست نہیں دی جاسکی۔ دوسری جانب ہم اہل پاکستان اپنا جائزہ لیں، ہم دفاعی ٹیکنالوجی، ہر قسم کے اسلحہ اور ایٹمی قوت ہونے کے باوجود امریکہ کے سامنے کھڑے نہ ہوسکے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کے حکم پر اُس کے آگے سجدہ ریز ہونے کا فیصلہ کیا اور طالبان کی اسلامی امارت کے خاتمے اور افغانستان پر امریکی یلغار میں امریکہ کے اتحادی بنے۔ لیکن ایمانی حقائق سے متصادم اس بزدلانہ پالیسی کے نتیجے میں ہمارے حصے میں سوائے ذلت ورسوائی کے اور کچھ نہ آیا۔ ہم نے بظاہر اپنے آپ کو ’’بچانے‘‘ کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا، لیکن ہمارے حالات سے یہ صاف عیاں ہے کہ ہم اپنا تورابورا بنا بیٹھے۔ طالبان جو اللہ کے سہارے کھڑے ہوئے تھے، آج بھی کھڑے ہیں۔ انہیں امریکہ جھکا نہیں سکا۔ ہم جو جھک گئے تھے اور بھی جھکتے ہی چلے جارہے ہیں، اور ذلت ورسوائی کا یہ عمل کہیں رکنے کا نام نہیں لیتا۔ بہرحال ماضی کی طرح یہود کی بھڑکائی ہوئی جنگ اب بھی جاری ہے۔ حق و باطل کا آخری معرکہ گرم ہے۔ اس معرکہ کا اختتام صرف اور صرف اسلام کے غلبے پر ہوگا۔ (ان شاء اللہ) اور وہ دورِ سعید آکر رہے گا جس کی پیشین گوئی آپؐ نے اپنے اس فرمان میں دی ہے کہ حضرت مقداد بن الاسود ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’زمین میں نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ کمبلوں کا بنا ہوا خیمہ جس میں اللہ اسلام کو داخل نہیں کردے گا، خواہ عزت والے کے اعزاز کے ساتھ خواہ کسی مغلوب کی مغلوبیت کی صورت میں۔ (یعنی) یا لوگ اسلام قبول کرکے خود بھی عزت کے مستحق بن جائیں گے یا اسلام کی بالادستی تسلیم کرکے اس کی فرماں برداری قبول کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔‘‘ میں (راوی) نے کہا: تب تو سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہوجائے گا۔[رواہ احمد فی ’’المسند‘‘ بسند طریق]

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پوری دنیا اسلام لے آئے گی، بلکہ اللہ کی زمین پر نظام سو فی صد اللہ ہی کا ہوگا۔ پوری زمین پر اللہ کے دین کا پرچم لہرائے گا۔ جبراً کسی کو بھی مسلمان نہیں بنایا جائے گا، لوگ اپنے مذہب پر قائم رہ سکیں گے، مگر انہیں چھوٹے بن کر رہنا ہوگا، انہیں جزیہ دینا ہوگا۔

اسلام کے عالمی غلبے تک یہود و نصاریٰ سازشیں کرتے رہیں گے۔ اُن کی سازشوں کا توڑ محض مظاہروں سے نہیں ہوگا۔ اگرچہ یہ کام بھی ہمیں کرنا ہے، کہ یہ تو کم از کم تقاضا ہے۔ تاہم اعدائے اسلام کی سازشوں کا اصل توڑ اُس وقت ہوگا جب اللہ کی دھرتی پر اللہ کا دین قائم ہوجائے گا۔ افغانستان میں شرعی نظام قائم ہوا تھا، مگر اُس کا خاتمہ کردیا گیا۔ اب جو جہاد ہورہا ہے وہ امارت اسلامی کی بحالی کے لیے ہورہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اُس کی بھرپور تائید کریں۔ لیکن ہم اہل پاکستان کے لیے سب سے پہلا جہاد یہ ہے کہ اس ملک میں دین کو قائم کریں، اس کے لیے پُرامن منظم عوامی احتجاجی تحریک برپا کریں۔ دین قائم ہوگا تو پھر ہی اللہ کی مدد آئے گی۔ تب ہی ہماری ایٹمی قوت کی معنویت بھی دنیا پر ظاہر ہوگی۔ اس جہاد کا آغاز اس سے ہوگا کہ قرآن کی دعوت عام کریں، اس کی تلوار سے غلط افکار اور نظریات کا قلع قمع کریں، اور دلوں میں ایمان کی جوت جگائیں، لوگوں کے باطن میں انقلاب برپا کریں۔ اور جب اللہ کی پارٹی وجود میں آجائے، معتد بہ تعداد میں کارکنان میسر آجائیں تو پھر باطل کو للکاریں اور پُرامن احتجاجی تحریک برپا کرکے حکمرانوں کو نفاذِ اسلام پر مجبور کردیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پریس ریلیز 15 جولائی 2014ء

فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیوں کو امریکہ اور یورپ کی پشت پناہی حاصل ہے۔

مسلمان حکمران فلسطینیوں کے حق میں آواز اٹھانا تو کجا یورپ و امریکا کی ناراضی کے ڈر سے اسرائیل کی بربریت کے ذکر سے بھی گریز کررہے ہیں

حافظ عاکف سعید

فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیوں کو امریکہ اور یورپ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال کے اس مصرعہ ’’ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات‘‘ کا امت مسلمہ پر مکمل اطلاق ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں کا دفاع کرنا یا ان کے حق میں آواز اٹھانا تو دور کی بات ہے مسلمان حکمران تو اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیوں کا ذکر کرنے سے بھی گریز کررہے ہیں۔ کہیں امریکہ اور یورپ ان سے ناراض نہ ہوجائیں اور ان کی حکومتیں خطرہ میں نہ پڑ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ممالک میں ترکی واحد ملک ہے جس نے اسرائیل کو سخت پیغام بھیجا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ترکی نیٹو کا رکن ہے اور نیٹو کے ایک رکن کی اسرائیل کو دھمکی انتہائی مضحکہ خیز بات ہے۔ لہٰذا اسرائیل نے ترکی کی دھمکی کو کوئی اہمیت نہیں دی اور وہ ہر روز بمباری کرکے معصوم اور بے گناہ فلسطینیوں کو شہید کررہا ہے۔ امریکہ اور یورپ کی کنیز یو این او انتظار کررہی ہے کہ اسرائیل اپنی کارروائیاں مکمل کرے اور زیادہ سے زیادہ فلسطینی موت کے منہ میں چلے جائیں پھر وہ انگڑائی لے گی اور امن کی دہائی دے گی تاکہ اسرائیل کو دنیا کی نظروں سے بچایا جاسکے۔ امریکہ نے اسرائیل کی کارروائیوں کو حفاظتی کارروائیاں قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ کی سرپرستی میں اسرائیل کو کس سے خطرہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ مسلمان حکمران امت مسلمہ سے غداری کے مرتکب ہورہے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ غدار اپنے آقاؤں کے ہاتھوں بدترین انجام کو پہنچتے ہیں مسلمان حکمرانوں کو تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

لا ریب فیہ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان ماہ قرآن ہے۔ مسلمان کو بذریعہ قرآن زندگی کی اصل حقیقت سے آشنا کر کے دنیا کی رہنمائی کے منصب پر مامور کیا گیا تھا۔ مگر کیا کیجیے کہ المیہ یہ ہے۔

فیضِ فطرت نے تجھے دیدہ شاہیں بخشا،
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہ خفاش!

سو آج انہی چندھی چندھی آنکھوں سے دنیا دیکھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ وسعت نظر، دور بینی، عاقبت اندیشی کیا ہے۔۔۔؟ امریکہ کے ماتھے کا بل دیکھ کر فیصلے کرنا۔۔۔؟ صرف ایک چھوٹی سی زندگی، قطرہ برابر (بمقابلہ آخرت) کا اسیر ہو کر رہ جانا اور اسی پر نگاہ مرکوز رکھنا۔ اگلے دس بیس سالوں کی پلاننگ کرنا۔۔۔؟ یا اس امتحانی دور سے آگے شروع ہونے والی لامنتہا حقیقی زندگی کے حقائق کو نگاہ میں رکھ کر فیصلے کرنا۔ یہاں سے بیٹھ کر بے آب و گیاہ چاند کی معلومات پر سر دھننا، یا اُن سر زمینوں کی فکر کرنا جس کا علم تنہا ہمارا (exclusive) سرمایۂ افتخار ہے جو نبی صادق ﷺ دیکھ آئے۔ شاہد و مبشر و نذیر، آنکھوں دیکھی اُن دنیاؤں کی بشارت اور انذار دینے والے۔ ہم جو اس دنیا میں زندگی کے ازل (تخلیق آدمؑ) تا ابد (قیامت و مابعد) کا علم ودیعت کیے گئے ہیں ان پڑھ، لاعلم، نابلد گورے کے پیچھے فلسفہ طرازیوں میں زندگی گنوا رہے ہیں۔ وہ جن کا مبلغ علم 70، 80 سالہ انسانی زندگی سے آگے یا اس سے پیچھے دیکھنے سے قاصر ہے۔

ہماری نسبت اس رب سے ہے
جو ہے زمانوں کا جہانوں کا خدا
خالق ارض و سماء و صمد
جس کے دروازے پہ رہتے ہیں کھڑے
مثلِ دربان ازل اور ابد
جس کی رفعت کا ٹھکانہ ہے نہ حد!

لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کی بے خدا اٹھان کے نہلے پر یو ایس ایڈ کا دہلا کاری وار کر چکا ہے۔ قرآن سے کوری، نبیؐ سے ناآشنا اپنی تاریخ سے نابلد ان پڑھ نسلیں ہیں۔ مغرب کے غلامانہ روبوٹ بنے بے ہدف، بے مصرف شکم پرست نفس پرست زندگیوں میں گم ہیں۔ کفر کے بے دام غلام بنے ریوڑ کے ریوڑ دام کھرے کرنے والے اپنے بیوپاریوں کے باڑے میں کھڑے چارہ کھا رہے اور سر ہلا رہے ہیں۔ انہی باڑوں کے نام آج شام، عراق، تیونس، یمن، پاکستان وغیرہ ہیں۔ کہاں وہ کہ ع کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا۔۔۔ اور کہاں آج والے جو اپنے سر کے مصنوعی تاج کی خاطر ملک و قوم کو بیچ کر کھا رہے ہیں۔ خوار از مہجوریٔ قرآں شدی۔۔۔ کتاب زندہ (قرآن) سے دوری نے ہمیں خوار و زار کر دیا۔ نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ۔ اقبالؒ کو اچھے وقت اٹھا لیا گیا۔ ورنہ آج تو قوم کا حال حشر دیکھ کر سکتے ہی میں وفات پا جاتے!

حکومتی رٹ کا ہر وقت رونا رہتا ہے (جس کا اطلاق اگرچہ صرف داڑھی والوں ہی پر ہوتا ہے) تاہم رمضان میں قرآن، تراویح کے تناظر میں بادشاہ حقیقی کی رٹ کا اگر جائزہ لے لیا جائے تو مولانا ادریس کاندھلوی ؒ لکھتے ہیں: ''ایسی آزادی تو کسی بڑے سے بڑے اور متمدن و جمہوری ملک میں بھی نہیں کہ حکومت (اللہ کی رٹ) کو بھی نہ مانو۔ وزراء اور حکام سلطنت (انبیاء و رسل) کو بھی نہ مانو۔ قانون حکومت (قرآن) کو بھی نہ مانو۔ اس کے خلاف تقریریں کرو۔ اس کے اجرا و تنفید میں مزاحمت کرو اور پھر بھی تم آزاد ہو؟'' یہ آج کا مسلمان ہے۔ دنیا پرستی سے بڑی تنگ نظری کوئی دوسری نہیں۔ اسی سے جاہ پرستی، نفس پرستی، زر پرستی پھوٹتی ہے۔ آج اسی جھاڑ جھنکار کا ہماری مسندوں پر قبضہ ہے۔ میڈیا پر واویلے ہوں، قوم فروشی ہو، باہم دھینگا مشتی ہو سب اسی کا شاخسانہ ہے۔ پورا نظام فاسد ہو چکا، گل سڑ کر متعفن ہو چکا۔

کیا ستم ہے کہ نو لاکھ آبادی لا کر بے یار و مددگار بے آسرا سڑکوں پر پھینک دی جائے۔ فکر آبادکاری سے بڑھ کر صرف پولیو قطرے پلانے کی رہی عالمی ایجنڈوں کے تحت۔ ایک طرف سے ہم بمباریاں کریں، دوسری جانب ڈرون آ کر حملے کرے۔ ایک طرف تصاویر غزہ پر اسرائیلی راکٹوں کی ہوں، دوسری جانب میران شاہ کی! ہنستے بستے بھرے پرے شہر ملبے کا ڈھیر بنا دیے گئے ہوں۔ اموال اسباب، بھری دکانیں کرفیو کے بیچ سے اچانک چھوڑ کر آبادیاں کی آبادیاں آبلہ پا نکل کھڑی ہوں۔ (واپس کہاں آئیں گے؟) پھر ہم تفاخر سے تصاویر پیش کر دیں غزہ نما۔ جہاں بھرے گھر دکانیں اموال و اسباب چیتھڑے، ملبے اور ریزہ ریزہ دھول دھول ہو کر فنا کے گھاٹ اتر چکے ہوں۔ پوری قوم بغلیں بجائے۔۔۔؟ ایک اور لال مسجد؟ زبان بندی کو پی پی او۔۔۔ پولیس مقابلے اور لاشیں۔ ڈان (10 جولائی) نے اداریے میں اس پر سوالات اٹھائے ہیں۔ وزیراعظم کو دورۂ کراچی میں ریاستی دہشت گردی کے ان المناک واقعات پر بھی توجہ فرمانی تھی۔ 15 سال کے دو لڑکے نعمان خان اور اسماعیل خان کرکٹ میچ سے واپسی پر پولیس موبائل نے بازار سے اٹھائے۔ پانچ تھانوں سے بے عزت ہونے کے بعد باپ کو نعمان کی تشدد زدہ تقریباً ناقابل شناخت لاش ایدھی کے مردہ خانے سے مل گئی۔ اسماعیل ہنوز لاپتہ ہے۔ حقوق انسانی کمیشن کے مطابق کراچی آپریشن میں 350 ایسے 'پولیس مقابلہ' واقعات ہو چکے ہیں۔ (ساحر بلوچ: ڈان، 9 جولائی) یہ کہانیاں قبل از PPO کی ہیں! اب تحفظ پاکستان قانون کے نام پر لاقانونیت کا مزید بازار کون سا گرم ہوگا؟

آپریشنوں کے نام پر ہم اپنی ہی قوم اور سرزمین فتح کر رہے ہیں! ان تمام تر کارگزاریوں پر تائید و تاکید مزید ڈرون حملوں اور امریکی برطانوی، جرمن سفارتکاروں، ترجمانوں سے شاباش کی صورت ہو رہی ہے۔ اگرچہ امریکی نمائندہ خصوصی نے اپنی حکومت کو تاکید کی تھی کہ وزیرستان آپریشن میں قریبی ربط و تعلق کے باوجود اظہار سے گریز کیا جائے۔ پاکستان کی رائے عامہ پر منفی اثر ہوگا! جنگ ہماری شاباش وطمانیت ان کی؟

ہم نے تاریخ پڑھی تو اس میں دو ہی صفحات الگ الگ باہم متضاد، متحارب، متصادم پائے۔ اب ہم ایک صفحے (پیج) پر ہونے کی نئی تاریخ تخلیق کر رہے ہیں؟ ہماری تاریخ تو اولیاء الشیطان اور عبادالرحمٰن کو الگ صفحوں پر دکھاتی رہی، سدا برسرپیکار۔ نادر نمرود و ابراہیم علیہ السلام،

معرکۂ فرعون و کلیم، چراغِ مصطفویؐ و شرار بولہبی، خوئے اسداللّٰہی اور مرحبی و عنتری! صلاح الدین ایوبیؒ اور رچرڈ شیر دل کبھی ایک صفحے پر نہ تھے۔ حتیٰ کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح اور گاندھی بھی ایک صفحے پر نہ بیٹھ سکے! بس حق و باطل کی کہانی تو واضح ہے۔ اس آئینے میں اپنی اپنی انفرادی، اجتماعی، پارٹی پوزیشن، ادارے سب دیکھ کر آج مقام کا تعین کرلیں، وگرنہ کل کا تو منظر یہ ہے...... اس وقت وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔ اور کہیں گے: ''اے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ سے بے راہ کر دیا۔ اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔'' (الاحزاب: 66تا68) اور اللہ سے زیادہ سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔ (النساء: 68) یہ منظر جیتا جاگتا جہنم کی دنیا کا منظر ہے۔ ذرا اس آنکھ کے بند ہونے کے دم بھر منتظر رہنا، خود ہی تم جان جاؤ گے، زندگی کی حقیقت کو! حساب انفرادی ہے۔ وہاں پارٹیاں ادارے، قیادتیں سب بکھر جائیں گے۔ یہ اس کتاب کی تصویر کشی کی ہے جو لاریب ہے! اللھم احفظنا! سیاست، دلائل، قوانین کی لاٹھیاں، میڈیا منڈلیاں، ستارے، کرسیاں، حکمرانیاں، سب یہیں رہ جائے گا۔ جب لاد چلے گا بنجارہ!

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I،II،III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس
(مع جوابی لفافہ)
کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

شب قدر کی فضیلت

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی (عبادت کے لیے) جگاتے تھے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جو فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ ﷺ تہبند کس لیتے تھے۔ علماء نے اس کے دو مطلب بتائے ہیں: ایک یہ کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور راتوں کو جاگتے تھے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اُردو کے محاورے میں محنت کا کام بتانے کے لیے بولا جاتا ہے کہ ''خوب کمر کس لو'' اور دوسرا مطلب تہبند کس کر باندھنے کا یہ بتایا کہ رات کو بیبیوں کے پاس لیٹنے سے دُور رہتے تھے کیونکہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا۔ اس لیے رمضان کے آخری عشرہ میں میاں بیوی والے خاص تعلق کا موقع نہیں لگتا تھا۔ حدیث کے آخر میں جو وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں حضور ﷺ خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور رات بھر جاگتے رہتے تھے اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کے لیے جگاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا خیال ہو، موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو، اَجر وثواب کے لینے کا لالچ ہو، وہ کیوں نہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگے گا۔ پھر جو اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے اہل وعیال کے لیے بھی پسند کرنا چاہیے۔

حضور اقدس ﷺ خود راتوں کو نمازوں میں اِتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ پھر رمضان میں خصوصاً اُخیر عشرہ میں اور زیادہ عبادت بڑھا دیتے تھے کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر اُخیر عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے۔ آپ ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگیں، لہٰذا اُخیر عشرہ کی راتوں میں اُن کو بھی جگاتے تھے۔ بہت سے لوگ خود تو بہت بڑی عبادت کرتے ہیں، لیکن بال بچوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں، یہ لوگ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے۔ اگر بال بچوں کو ہمیشہ دین پر ڈالنے اور عبادت میں لگانے کی کوشش کی جاتی رہے اور اُن کو ہمیشہ فرائض کا پابند رکھا جائے تو رمضان میں نفلوں کے لیے اُٹھانے اور شب قدر میں جگانے کی بھی ہمت ہو۔ جب بال بچوں کا ذہن دینی نہیں بنایا تو اُن کے سامنے شب بیداری کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور عبادت کی لگن اور ذکر کے ذوق سے نوازے۔

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے۔ پھر اس ماہ میں اُخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے۔ اِس عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو بڑی بابرکت رات ہے۔ قرآن مجید میں اِرشاد فرمایا: ﴿لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ﴾ یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے کے 83 سال اور چار مہینے ہوتے ہیں، پھر شب قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا۔ ہزار مہینے سے شب قدر کس قدر بہتر ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ مومن بندوں کے لیے شب قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے۔ ایک رات جاگ کر عبادت کر لیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب پالیں، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ اسی لیے تو حدیث شریف میں فرمایا:

((مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ)) (ابن ماجہ)

''یعنی جو شخص شب قدر سے محروم رہا (گویا) پوری بھلائی سے محروم ہو گیا اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اُس میں عبادت کر لینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے

کا ثواب ملتا ہے۔ چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا بجھا کر عبادت کر لینا کوئی ایسی قابل ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو۔ تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا، جیسے کوئی ایک نیا پیسہ تجارت میں لگادے اور بیس کروڑ روپے پالے۔ اُس شخص کو ایسے بڑے نفع کا موقع ملا پھر اُس نے توجہ نہ کی تو اُس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکا محروم ہے۔

پہلی اُمتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ اس اُمت کی عمر بہت سے بہت 80,70 سال ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ اُن کو شب قدر عطا فرمادی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ محنت کم ہوئی، وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی عمروں والی اُمتوں سے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے کہ اس امت کو سب سے زیادہ نوازا۔ یہ کیسی نالائقی ہے کہ اللہ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور ہم غفلت میں پڑے سویا کریں۔ رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو خصوصاً آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو اور اس میں بھی شب قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو، بچوں کو بھی ترغیب دو۔

شب قدر کی دُعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ شب قدر میں کیا دُعا کروں تو آپ ﷺ نے یہ دُعا تعلیم فرمادی:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ))

’’اے اللہ! اس میں شک نہیں کہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرما دیجیے۔‘‘

دیکھیے، کیسی دعا ارشاد فرمائی نہ زر مانگنے کو بتایا، نہ زمین، نہ دھن، نہ دولت، کیا مانگا جائے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے، وہاں کام معاف فرمانے سے چلے گا۔ اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو دُنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت و ثروت بیکار ہوگا۔ اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

((مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ)) (متفق علیہ)

’’جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا رہا، اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔‘‘

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اِسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو۔ اور ثواب کی اُمید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے مشغول عبادت رہے۔ بعض علماء نے فرمایا ’’اِحْتِسَابًا‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے کہ ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا اُتنا ہی عبادت میں مشقت برداشت کرنا سہل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب اِلٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے، عبادت میں اُس کا انہماک ہوتا جاتا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ حدیثِ بالا اور اِس جیسی اَحادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے وہاں صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ ہی انسان سے بہت سرزد ہوتے ہیں۔ عبادت کا ثواب بھی اور ہزاروں گناہوں کی معافی بھی ہو جائے کس قدر نفع عظیم ہے۔

شب قدر کی تاریخیں:

شب قدر کے بارے میں حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا رمضان کی 21 ویں 23 ویں 25 ویں 27 ویں 29 ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں، خصوصاً 27 ویں شب کو ضرور جاگیں کیونکہ اِس دن شب قدر ہونے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن اس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرما دیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اِس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اُٹھالی گئی۔ کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔

لڑائی جھگڑے کا اثر:

اِس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اِس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے شب قدر کی تعیین اٹھالی یعنی کس رات شب قدر ہے مخصوص کر کے اُس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب سے اُٹھا لیا گیا۔ اگرچہ بعض وجوہ سے اِس میں بھی امت کا فائدہ ہو گیا، جیسا کہ ان شاء اللہ ہم ابھی ذکر کریں گے لیکن سبب آپس کا جھگڑا ابن گیا جس سے آپس میں جھگڑے کی مذمت کا پتہ چلا۔

شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح:

علمائے کرام نے شب قدر کو پوشیدہ رکھنے یعنی مقرر کر کے یوں نہ بتانے کے بارے میں کہ فلاں رات کو شب قدر ہے چند مصلحتیں بتائی ہیں:

☆ اوّل یہ ہے کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سے کوتاہ طبائع دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے اور صورتِ موجودہ میں اِس احتمال پر کہ شاید آج ہی شب قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

☆ دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کیے بغیر نہیں رہتے، تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے معصیت کی جرأت کی جاتی تو یہ بات سخت اندیشناک تھی۔

☆ تیسری یہ کہ تعین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے پھر کسی رات کا جاگنا بشاشت کے ساتھ نصیب نہ ہوتا اور اَب رمضان کی چند راتیں میسر ہو ہی جاتی ہیں۔

☆ چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں اُن سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔

☆ پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل شانہ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں، اِس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات رات جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اُس خاص رمضان المبارک میں تعیین بھلا دی گئی ہو اور اُس کے بعد مصالح مذکورہ یا دیگر مصالح کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تعیین چھوڑ دی گئی ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

عیدالفطر:
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

محبوب الحق عاجز
mehboobtnoli@gmail.com

رمضان کی بہارِ رحمت رخصت ہوا چاہتی ہے، جس نے ماحول پر ایمان ویقین اور صالحیت کی چادر تان رکھی تھی۔ اب خوشی اور سرشاری کے وہ لمحات آن پہنچے ہیں جنہیں ہم عیدالفطر کے نام سے جانتے ہیں، اور ہر مسلمان مرد وزن، بوڑھا، بچہ اور جوان جن کا والہانہ استقبال کرتا ہے۔ خوشی کے تہوار ہر مذہب کا حصہ ہیں۔ اسلام سے قبل اہل مکہ بھی حج سے فارغ ہو کر تہوار مناتے تھے۔ عکاظ کا بازار پورے عرب کا ایک عظیم الشان ثقافتی و معاشی میلہ ہوتا تھا، جس میں خرید وفروخت کے علاوہ کھیلوں کے مقابلے، مشاعرے، جنگی فنون کی نمائش، جوئے اور شراب کی محفلیں اور خوشی کے اظہار کے اور کئی طریقے رائج تھے۔ عربوں کے تہوار کی اصل روح فخر و مباہات ہوتی تھی۔ ان تقریبات میں لوگ اپنی اور اپنے قبیلے کی بڑائی اور عظمت پر مشتمل اشعار پڑھتے اور داد تحسین پاتے تھے۔ مدینہ کے لوگ بھی ہر سال دو تہوار مناتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اہل مدینہ اسلام سے پہلے دو دن قومی تہوار کے طور پر مناتے تھے، جن میں خوشی کا اظہار کرتے اور کھیل تماشوں میں حصہ لیتے۔ نبی کریم ﷺ نے جب مدینہ ہجرت فرمائی تو اہل مدینہ کو دو دنوں میں (لہو ولعب) خوشیاں مناتے دیکھا تو پوچھا یہ کیسے دن ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں کھیل تماشا کیا کرتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان سے بہتر دو دن مقرر فرما دیئے ہیں: ایک عیدالاضحیٰ اور دوسرا عیدالفطر۔

عید کے لغوی معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ پر بولا جاتا ہے۔ شرعی طور پر یہ ایام خوشی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان میں جس قدر خوشی منائی جائے، کم ہے۔ اس موقع پر نیا لباس پہننا، اچھے کھانوں کا اہتمام کرنا اور تفریح کا سامان کرنا یقیناً پسندیدہ ہے۔

لیکن عید کی خوشی مناتے ہوئے عید کی جان اور روح کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ہماری عید کی خوشی کا انداز وہ نہیں جو غیر مسلموں کا ان کے تہواروں پر ہوتا ہے۔ ہم جو عید منا رہے ہیں یہ عید رمضان کے بابرکت لمحات میں حاصل ہونے والی روحانی ترقی پر شکریہ اور اللہ کی کبریائی کے اعلان کا موقع ہے۔ عیدالفطر اس لئے مشروع کی گئی ہے کہ بندۂ مومن رب ذوالجلال کا شکریہ ادا کرے کہ اُس نے اسے رمضان میں روزے رکھنے اور قرآن کے ساتھ رتجگے کی توفیق بخشی۔ سورۃ البقرہ میں جہاں روزہ کی فرضیت کا حکم آیا وہیں آگے فرمایا کہ روزوں کی گنتی پوری کرو، اور اس احسان پر کہ اس نے تم کو ہدایت بخشی اُس کی بڑائی کا اعلان کرو، اور اُس کا شکر ادا کرو۔ اسلام میں عید کی نوعیت دوسری قوموں کے تہواروں سے بہت مختلف ہے۔ غیر اسلامی تہواروں میں لہو ولعب، منکرات اور سوقیانہ مشاغل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں تقویٰ طہارت اور روحانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، بلکہ ان تہواروں کی سرگرمیوں سے محض نفس کی خوشنودی پیش نظر ہوتی ہے، جبکہ عید کا تہوار محض جسمانی یا مادی خوشیوں پر مبنی نہیں، بلکہ روح اور جسم کی راحتوں کے حسین امتزاج سے عبارت ہے۔ عید کا جشن لذت کوشی کے لئے نہیں، بلکہ فریضہ عبادت کے ادا کر لینے اور اُخروی فلاح کے لئے محنت کرنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے اور اس انداز میں منایا جاتا ہے کہ اللہ کی بندگی اور اپنے مسلمان بھائیوں کی فلاح، ہمدردی اور نفع رسانی کے جذبات دل و دماغ پر غالب ہوں۔

عید کا دن اپنے آقا کے ساتھ عہد وفا کی تجدید کا دن ہے۔ یہ رمضان کی عبادت و ریاضت کی عادت کو سارا سال برقرار رکھنے کے عہد کا دن ہے۔ یہ اللہ کے فرماں بردار بندوں کی طرح خوشیوں منانے اور دوسروں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنے کا دن ہے۔ عیدالفطر کی تقریب کی دو اہم باتیں فطرہ اور دوگانہ نماز اسی حقیقت کا مظہر ہیں۔ جشن عید کا آغاز فطرہ سے ہوتا ہے، جو بندوں کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں ایک نذرانہ ہے، جو اس التجا کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کہ خدایا: ہمارے روزوں میں جو کمی رہ گئی ہو، اس فطرہ کو اس کی تلافی کے لئے قبول فرما اور ہماری نمازوں، روزوں اور تلاوت قرآن کو قبول فرما اور انہیں ہمارے حق میں آخرت میں ذریعہ شفاعت بنا دے۔ عید کے روز رسول کریم ﷺ جب عید کی تیاریوں کا آغاز فرماتے تو سب سے پہلے مدینہ کے غریبوں، ناداروں، بیواؤں اور یتیموں پر اپنے جود وکرم کی بارش فرماتے۔ عید کی خوشیاں بہم پہنچانے کا اہتمام ہوتا، صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم ہوتا۔ اپنی طرف سے مستحقین کے گھروں میں اشیائے خورنی بھجواتے۔ باقی اہل مدینہ بھی اپنے نبی کریم ﷺ کی پیروی میں ضرورت مندوں کو تلاش کرتے، تاکہ مدینہ کا کوئی گھرانہ عید کی خوشیوں سے محروم نہ رہے۔ اس لئے کہ معاشرہ میں جب سب خوش ہوں گے تب ہی خوشیوں کا لطف آئے گا۔ فطرہ کے بعد اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کا عیدگاہ میں جمع ہونا، مل کر اللہ کی تکبیر بلند کرنا، اُس کی حمد وثنا کرنا، اس کے حضور رکوع و سجود کرنا، اس کی بارگاہ سے مغفرت طلب کرنا، بھلائیوں اور رحمتوں کی دُعائیں مانگنا رمضان کے فرض روزوں کی تکمیل کی خوشی پر شکرانہ اور اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے۔

نمازِ عید کی اس اجتماعی تقریب میں ہر رنگ، نسل، قبیلہ کے مسلمان یکجا ہو جاتے ہیں۔ غریب امیر، مختلف علاقوں کے رہنے اور مختلف زبانیں بولنے والے اکٹھے ہو جاتے ہیں، جس سے یہ احساس تقویت پاتا ہے کہ ہم علیحدہ نہیں، ایک ہی جسدِ ملی کا حصہ ہیں۔ ہم غیر نہیں، ایک ہیں۔ ہمارا اللہ، رسول، کتاب اور قبلہ ایک ہے اور ہم بہت بڑی برادری ہیں جو اللہ کی بندگی و وفاداری اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی واطاعت کے پاکیزہ اصولوں پر وجود میں آئی ہے۔ ہمارے دکھ سکھ سانجھے ہیں۔ ہمارے اہداف یکساں ہیں۔ ہمارے مقاصد مشترک ہیں۔ ہم چین کے ہوں یا ماچین کے، ایشیا کے ہوں یا افریقہ کے، عرب کے ہوں یا عجم کے ملت محمدیہ کے افراد ہونے کے ناتے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا ریاستوں کی سرحدیں، زبانوں کا فرق اور رنگ ونسل کے امتیازات ایک دوسرے سے والہانہ محبت، تعاون اور ہمدردی میں مانع نہیں ہونے چاہئیں۔ ہمیں ایک دوسرے

کو ظلم سے نجات دلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے کہ فرمان رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ مسلمان نہ تو اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے ظلم کے حوالے کرتا اور بے یارو مددگار چھوڑتا ہے۔ یہی عید سعید کا پیغام ہے۔

عید کی روح اور اصل پیغام کے پس منظر میں جب میری نگاہ اپنے عظیم الشان دین، اپنے بے مثل نظام عدل اجتماعی کی اجنبیت پر پڑتی ہے تو اداسیوں کی کہر دل و دماغ کو گھیر لیتی ہے۔ غیر اسلامی نظاموں کی تیرگی میں گھری ملت اسلامیہ کا گھائل بدن، غیروں کے ظلم وجور کے تیروں سے چھلنی مسلمانوں کے رستے زخم اور مظلوموں کی چیخ وپکار میرے تن بدن پر لرزہ طاری کر دیتے ہیں۔ میرا تخیل چندلمحوں کے لئے مجھے عہد نبویؐ میں لے جاتا ہے، جہاں عید کے دن نماز عید کے ساتھ ساتھ شوکت اسلام کے مظاہرے ہوتے تھے، خصوصی مہموں اور جہاد کے لئے لشکر ترتیب دیئے جاتے تھے، اسلام کی سربلندی کے لئے لوگ مال کے ساتھ جان بھی پیش کر دیتے تھے۔ اور پھر میں دفعتاً اس پاکیزہ دور سے آج کے عہد نامسعود میں آجاتا ہوں۔ جہاں مسلم دنیا میں شوکت اسلام کے مظاہروں کی بجائے بے خدا جمہوریت، نام نہاد روشن خیالی، جابرانہ ملوکیتوں اور سیکولر فوجی آمریتوں کی ترویج اور ان کی شوکت بڑھانے کا اہتمام ہو رہا ہے۔ غلبۂ اسلام اور کُل نوع انسانی کو اسلام کے نظام عدل کی چھتری تلے لانے کے لیے باطل قوتوں سے معرکہ آرائی کی خاطر خصوصی مہمیں اور جہادی لشکر ترتیب دینے کی بجائے مسلمان حکومتیں اور افواج خود مسلم معاشروں میں موجود نفاذ شریعت کی صدا بلند کرنے والوں کو ہدف بنائے ہوئے ہیں۔ دین وملت کا مفاد اور مسلمانوں کا دفاع نگاہوں سے یکسر اوجھل ہو گیا ہے۔

میری نگاہ کبھی فلسطین کے مقہور بھائیوں پر صہیونی درندگی پر پڑتی ہے تو کبھی مجھے برما اور ''کار'' میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی سوختہ لاشوں اور خون آشام صبحوں کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ کبھی کیوبا کے آہنی پنجروں میں جکڑے اسیروں کی بے بسی اور بے کسی کا دل فگار نظارہ میرے سامنے آتا ہے تو کبھی غزنی اور قندھار کے سنگلاخ راستوں پر عالم کفر کے متحدہ لشکر سے برسرپیکار آسائشوں، راحتوں، آسودگیوں اور لذت کام ودہن سے بیگانہ مہاجر مجاہدین کا خیال آتا ہے۔ کبھی کشمیر جنت نظیر میں کھیلی جانے والی خون کی ہولی اور شام وعراق میں مسلمانوں کی خونریزی میری نگاہوں میں آتی ہے تو کبھی مصر میں ملت احمد مرسلؐ کے مرسی کی اسلام پسند حکومت کے خلاف عہد موجود کے فراعنہ کی بغاوت، اور پھر اُس پر سراپا احتجاج غیور مصری مسلمان عوام کے خلاف طاقت کے وحشیانہ استعمال اور لہورنگ چہروں کا دل فگار منظر دکھاتی دیتا ہے۔ میں ابھی ان خون آشام مناظر سے چھٹکارا نہیں پاتا کہ میری پرواز تخیل داغستان ووزیرستان کی غمناک فضاؤں سے ہوتے ہوئے مجھے پوٹو شتاری لے چلتی ہے۔ ہاں سربرینیکا (بوسنیا کے شہر) کے شمال مغرب میں واقع پوٹوشتاری گاؤں، جس کے پاس ہی سات ہزار مسلمان شہدا کی یادگاری لوح نصب ہے، جس پر ائمہ علماء کی طرف سے دعائے سربرینیکا درج ہے: ''اے ہمارے رب! ہم تجھ سے غم میں رحمت اور قصاص میں زندگی اور سانحہ سربرینیکا پر ماؤں کے آنسوؤں میں چھپی دُعا کا سوال کرتے ہیں۔ اے حالات بدلنے والے! ہمارے حالات بدل کر بہتر بنادے اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ بے شک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے''۔ میرا مجروح دل اسی قبرستان میں ہے اور اُس پر یہی لوح نصب ہو چکی ہے۔ اپنے باہر دیکھتا ہوں تو وہاں بھی یہ تکلیف دہ منظر دکھائی دیتا ہے کہ ملت اسلامیہ کے ایوان ہائے اقتدار اپنی جبینوں پر ''اللہ اکبر'' کی بجائے ''امریکہ اکبر'' کی لوح سجائے قبرستانوں کا روپ دھار چکے ہیں، کہ اہل اسلام پر ظلم وبربریت کے خلاف وہاں سے کوئی مدہم سی صدا بھی بلند نہیں ہوتی، اور ان آباد قبرستانوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بھلا قبرستانوں میں عید کب آتی ہے۔ اے اللہ ہمارے حال پر رحم فرما۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبول حق ہیں فقط مرد حُر کی تکبیریں

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مرکز اسلامی مسجد الرحمٰن نزد SDM آفس دھیرکوٹ آزاد کشمیر'' میں

مبتدی تربیتی کورس

3 تا 9 اگست 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر) اور

اسی مقام پر

8 تا 10 اگست 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7879787

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

کیا ہونے والا ہے؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانِ گرامی: ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد — مرتب: فرقان دانش

سوال: وزیراعظم اور حکومتی ارکان کہتے ہیں اُن کی ٹانگیں کھینچی جا رہی ہیں اور اُنھیں کام نہیں کرنے دیا جا رہا ہے۔ کیا 5 سال کے لیے عوام کی منتخب کردہ حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے کا حق نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایک تجزیہ کار کی حیثیت سے میں یہ بات کہوں گا کہ اگر کسی پارٹی نے اسمبلی میں سادہ اکثریت حاصل کر کے حکومت بنائی ہے تو اسے اپنی مدت پوری کرنے کا مکمل طور پر موقع دیا جانا چاہیے۔ اپوزیشن کا کام یہ ہے کہ وہ حکومت کی غلط پالیسیوں پر تنقید کرے، اس میں غلطیاں نکالے کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا یا آپ نے فلاں کام قومی مفاد کے خلاف کیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے پاکستان میں کوئی حکومت بھی ایک سال میں وہ کارگزاری نہیں دکھا سکتی کہ جس سے کوئی نمایاں تبدیلی رونما ہو۔ جو سوال آپ نے کیا ہے اتفاق کی بات ہے کہ میں نے یہی سوال تحریک انصاف کے ایک کارکن سے کیا تھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ایک سال کی بات کرتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ انھیں ایک دن بھی کام کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہیے تھی کیونکہ انھوں نے جمہوریت پر ڈاکا ڈالا اور عوامی مینڈیٹ چوری کیا ہے اور اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی جمہوریت پر یقین نہیں کرے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ تاثر عام ہو گیا ہے کہ یہ حکومت دھاندلی سے معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اگر ہم اس کو کام کرنے دیں تو گویا ہم نے اس دھاندلی کو تسلیم کر لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس وقت ہم نے ان لوگوں کو سزا نہ دلوائی جنھوں نے دھاندلی کی ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ بھی وہی لوگ آئیں گے جو اس دھاندلی میں شریک تھے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ انھیں سزا دی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کب حکومت گرانے کی بات کر رہے ہیں، ہم نے انھیں صرف چار حلقے کھولنے کا کہا تھا۔ ان چار حلقوں میں اگر بدعنوانی ثابت ہو جاتی ہے تو وہاں جو ریٹرننگ آفیسر تھے ان سے پوچھا جائے کہ آپ کو اس بددیانتی کے لیے کس نے مجبور کیا، کس نے آپ کو رشوت دی۔ پھر بات اوپر تک جائے، تاکہ پتا چلے کہ اصل میں جمہوریت پر ڈاکا کس نے ڈالا ہے۔ اس سے یہ ہوگا کہ آئندہ جب بھی ہمارے ملک میں انتخابات ہوں گے تو انتظامیہ حکومت کی غلط بات نہیں مانے گی۔ جب انتخابی عملہ کو پتا ہوگا کہ بدعنوانی پر مجھے سزا ملنی ہے تو وہ بدعنوانی نہیں کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر آج ہم دھاندلی کو تسلیم کر لیں اور کہہ دیں کہ کوئی بات نہیں انھیں کام کرنے دو تو اگلی مرتبہ پھر یہی ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس میں یہیں رکاوٹ ڈالی جائے اور پاکستان میں شفاف انتخابات کروائے جائیں۔ یہ تحریک انصاف کا موقف ہے، جس میں کافی وزن ہے۔

سوال: چودھری نثار کو شہباز شریف نے منا لیا ہے۔ کیا حکومتی جماعت کے اندرونی اختلافات ختم ہو گئے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں دن دہاڑے دھماکے ہو رہے ہیں جہاں ڈاکا زنی، بدعنوانی اور ہر قسم کے جرائم عام ہیں، ان تمام جرائم کی روک تھام کو محکمہ داخلہ نے دیکھنا ہوتا ہے لیکن وزیر داخلہ ناراض ہو کر بیٹھ گئے حالانکہ اس وقت ملک کی اندرونی سکیورٹی بدترین حالات سے گزر رہی ہے۔ یہ بڑے دُکھ کی بات ہے۔ انھیں اگر کوئی مسئلہ تھا یا کوئی بات بری لگی تھی تو وہ اپنا کام کرنے کے ساتھ ساتھ وزیراعظم سے احتجاج کرتے۔ ان کا یہ طریقہ بہت بڑا ظلم ہے۔ یہ ہمارے راہنماؤں کی کم عقلی اور کم فہمی ہے۔ دوسری طرف دیکھیے، وزیراعظم صاحب تمام کام چھوڑ کر انھیں منانے میں لگ گئے۔ جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہنری کسنجر بنے کبھی ایک کے پاس جاتے ہیں، کبھی دوسرے کے پاس اور پھر چارٹرڈ جہاز لے کر انھیں لاہور لاتے ہیں؟ یہ کیا تماشا ہے۔ یہ اُس ملک میں ہو رہا ہے کہ جہاں عوام اپنے مسائل کے حل کے لیے ترس رہے ہیں۔ اصل میں ہمارے ملک کے راہنماؤں کی ذہنی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ وہ اس حوالے سے کچھ نہیں جانتے کہ آپس کے معاملات حل کرنے کے کیا طریقے ہیں۔

سوال: عمران خان نے جو پاکستان کے ایک بڑے سیاسی لیڈر ہیں، 14 اگست کو لانگ مارچ کی کال دی ہے، اِس پر بات بعد میں کریں گے، پہلے یہ بتائیے کہ اُنھوں نے یہ جو بہاولپور کے جلسہ میں لانگ مارچ کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو پولیس والا ہمارے لانگ مارچ میں رکاوٹ ڈالے گا میں اُسے اپنے ہاتھوں سے پھانسی دوں گا، کیا رہبرانِ قوم کو قانون ہاتھ میں لینا زیب دیتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ طریقہ بہت غلط ہے۔ یہ صرف عمران خان کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ہمارے تمام لیڈروں کی ذہنی سطح یہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ زرداری دور میں شہباز شریف کہتے تھے کہ میں صدر زرداری کو زمین پر گھسیٹوں گا اور ان سے ایک ایک پائی وصول کروں گا اور میں عوام کو بتاؤں گا کہ یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے کرپشن کی، لیکن آج ان کے ساتھ وہ شیر و شکر ہیں۔ احتساب کا لفظ ہی گویا بھول گئے ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی نے مل کر ایک ایسے آدمی کو نیب کا چیئرمین بنا دیا ہے جو دونوں کی خوب خدمت کرے گا اور دونوں اس تقرر پر خوش ہیں۔ ہمارے سیاسی رہنما عوام کے سامنے ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جو ناممکن ہوتی ہیں۔ مثلاً کسی نے کہا کہ میں چھ ماہ میں لوڈشیڈنگ ختم نہ کر دوں تو میرا نام بدل دینا۔ اب تک نہ لوڈشیڈنگ ختم ہوئی ہے اور نہ ان کا نام بدلا گیا ہے۔ عمران خان ہوں یا شریف برادران یا زردار کمپنی ان کی ذہنی سطح قائم نہیں رہتی جب یہ چند ہزار لوگ اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔

سوال: 14 اگست کو عمران خان لانگ مارچ کر رہے ہیں۔ دوسری طرف طاہر القادری انقلاب کے نعرے لگا رہے ہیں۔ کیا ہونے والا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: لانگ مارچ سے حالات بہت خراب ہوں گے۔ آپ نے ڈاکٹر طاہر القادری کا ذکر کیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ کوئی دھماکہ عید الفطر سے پہلے ہی کر

دیں۔ مجھے اس ملک میں ایک طوفان اُمڈتا ہوا نظر آ رہا ہے جو پاکستان کے حالات میں مزید بگاڑ پیدا کرتا چلا جائے گا۔ طاہر القادری صاحب عیدالفطر سے پہلے کیا کرتے ہیں اور عیدالفطر کے بعد 14 اگست کو لانگ مارچ کے نتیجے میں اس ملک میں کیا کچھ ہوتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ لیکن ہمارے ملک کی سیاسی جماعتوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ جماعتی مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دیتی ہیں۔ مثلاً جون کے شروع میں الطاف حسین لندن میں گرفتار ہوئے، ان کے حق میں احتجاج کے دوران کراچی میں بہت سے لوگ مر گئے، کئی بسیں جل گئیں۔ کوئٹہ میں 25 اہل تشیع ہوٹل میں جاتے ہوئے مار دیئے گئے اور 100 کو زخمی کر دیا گیا۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ کراچی ایئر پورٹ پر حملہ ہوا جس میں 34 افراد مارے گئے ہیں۔ جون ہی میں سانحہ ماڈل ٹاؤن ہو گیا جس میں 16 لوگ مارے گئے اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ پشاور میں ایک جہاز پر حملہ ہوا۔ اس میں حیرانی کی بات یہ ہے کہ ایئر پورٹ سے باہر کہیں حملہ ہوا اور بلٹ نے جہاز کے اندر جا کے خاتون کو ہلاک کر دیا اور 2 سروس کرنے والے افراد زخمی ہو گئے۔ اس مہینے میں ملٹری آپریشن بھی شروع ہوا ہے۔ قبائلی مریں یا فوجی خون تو ہمارا ہی بہہ رہا ہے۔ جون کے مہینے میں پاکستان میں مسلسل خون بہا ہے۔ کچھ دن پہلے میں نے اسی فورم میں کہا تھا کہ مجھے پاکستان کی فضاؤں سے خون کی بو آ رہی ہے۔ اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال خوفناک رُخ اختیار کرتی نظر آتی ہے۔ طاہر القادری اور عمران خان کے حوالے سے حکومت کوئی سنجیدہ سیاسی حکمتِ عملی اختیار نہیں کر رہی ہے جبکہ یہ لوگ حکومت کے خلاف میدان میں کفن باندھ کر اُترتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بیرونی قوتیں بھی جاگ رہی ہیں جنھوں نے عراق اور شام میں جو کچھ کیا وہ انتظار کر رہی ہیں کہ پاکستان میں اس درجے پر حالات کب پہنچتے ہیں کہ ہم اس میں مداخلت کریں۔ مجھے یہاں شام جیسی صورتِ حال پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بیرونی طاقت حملہ کر دے گی۔ لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ دونوں فریقوں کو بیرونی قوتیں اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے تھپکی دے رہی ہیں۔

سوال : مصر میں ایک منتخب حکومت کو گرا کر فوج آ گئی تھی۔ کیا ایسی صورتِ حال پاکستان میں بھی پیدا ہو سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا : پاکستان اور مصر کے حالات قدرے مختلف ہیں۔ مصر میں اتنی آزادیاں پہلے بھی نہ تھیں جتنی آزادیاں پاکستان میں ہیں۔ یہاں میڈیا آزاد ہے، جلسے جلوس کرنے کی اجازت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے پاکستان کی صورت حال مختلف ہے۔ البتہ یہاں انارکی کے لیے لوٹ مار کرائی جا سکتی ہے۔ یہاں Haves اور Have nots کو ایک دوسرے کے سامنے لایا جائے گا۔ مجھے یہاں بڑے گھر اور بڑی گاڑیاں خطرے میں نظر آ رہی ہیں۔ بہر حال اربابِ اقتدار کو چاہیے تھا کہ عمران سے رابطہ کرتے، کیونکہ قادری صاحب تو نظام کے حق میں ہی نہیں ہیں، وہ تو فرسودہ نظام کو دفن کرنا چاہتے ہیں۔ عمران خان چونکہ رائج نظام کے حق میں ہیں تو حکومت جلد از جلد عمران خان کے لیے اپنے دروازے کھولتی۔ چار حلقوں کا معاملہ تھا۔ چودھری نثار کے اختلاف والا معاملہ بھی یہ چار حلقے تھے۔ شنید ہے کہ وزراء کی ایک میٹنگ میں چودھری نثار نے یہ بات کہہ دی کہ کیا حرج ہے کہ اگر ہم چار حلقے کھول دیں۔ اب ان چار حلقوں میں خواجہ آصف کا بھی حلقہ تھا۔ خواجہ صاحب فوراً بولے کہ آپ اپنا حلقہ کھلوا لیں۔ اس پر دونوں کی تلخ کلامی ہوئی اور چودھری صاحب روٹھ کر چلے گئے۔ یہ معاملہ اندرون حکومت بھی اس وقت موجود ہے کہ کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ تصادم کی طرف جائے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اگر یہ معاملہ صلح صفائی کی طرف گیا تو ہم اپنی سیٹوں سے محروم ہو جائیں گے۔

سوال : نواز شریف نے بھی ججوں کی بحالی کے لئے لانگ مارچ کیا تھا۔ پھر عمران خان کے لانگ مارچ میں کیا حرج ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اس وقت صدر پرویز مشرف تھا اور پرویز اور افتخار چودھری کے درمیان چپقلش چل رہی تھی۔ پرویز مشرف کا یہ پروگرام تھا کہ لانگ مارچ جب گجرات سے گزرے گا تو ایک دھماکہ کروایا جائے تاکہ کچھ لوگ زخمی ہو جائیں، لیکن اس وقت کے وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے ان کی یہ بات نہیں مانی۔ لہٰذا وہ لانگ مارچ گوجرانوالہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اس وقت کے جو آرمی چیف تھے انھوں نے ہی یہ مسئلہ حل کرایا تھا۔ لیکن اس وقت جو صورت حال ہے اس میں آرمی چیف یا آرمی والے بالکل الگ تھلگ معلوم ہو رہے ہیں جبکہ حکومت اپنے آپ کو خود خطرات میں پھنساتی جا رہی ہے۔ اس وقت مناسب تو یہ ہے کہ عمران خان کے ساتھ آپ کوئی صلح کا معاملہ کریں، انھیں راضی کریں۔ لیکن آپ ان کے خلاف ارسلان افتخار کو لانچ کر دیتے ہیں اور اسے یہ ٹاسک دیتے ہیں کہ وہ ان کے خلاف ریفرنس دائر کر دے۔ یہ حکومت کی بہت بڑی غلطی ہے۔

سوال : تحریک انصاف کہتی ہے کہ نجم سیٹھی، ارسلان افتخار، مصطفیٰ رمدے کو دھاندلی کے عوض نوازا گیا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

ایوب بیگ مرزا : یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ایک آدمی جو اسمبلی کا ممبر ہی نہیں ہے وہ ایک اسمبلی ممبر کے خلاف ریفرنس دائر کرتا ہے۔ ارسلان افتخار کو بلوچستان میں بورڈ آف انوسٹمنٹ کا وائس چیئرمین مقرر کیا گیا تھا۔ وائس چیئرمین کا صرف نام ہے، اصل میں یہ چیئرمین ہوتا ہے۔ یعنی چیئرمین کے پاس اختیارات نہیں ہوتے، سارے اختیارات وائس چیئرمین کے پاس ہوتے ہیں۔ میں حاصل بزنجو کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ٹیلی ویژن پر آ کر صاف کہہ دیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے، ایک سابق چیف جسٹس نے ہمیں ٹیلی فون کیا تھا کہ میرے بیٹے کو لگا دو تو ہم نے ان کے کہنے پر لگا دیا۔ اس میں کوئی درخواست نہیں لی گئی، کوئی میرٹ نہیں دیکھا گیا اور سونے کی کانیں ان کے حوالے کر دی گئیں۔ اب ارسلان افتخار نے یہ ریفرنس الیکشن کمیشن کے سامنے دائر کیا ہے کہ عمران خان آئین کی 62،63 کی رُو سے قومی اسمبلی کے ممبر نہیں رہ سکتے۔ 14 اگست کے لانگ مارچ کا جواب حکومت اس طرح دے رہی ہے۔ ہمارے ملک میں آج تک 62،63 کی زد میں کوئی رکن اسمبلی نہیں آیا۔ اس ریفرنس کے ذریعے عمران خان پر حملہ ہوا ہے تو وہ بھی جوابی حملہ کریں گے۔ یوں 14 اگست والے معاملہ کو سلجھانے کی بات ختم ہو جائے گی۔ عمران خان نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر اب بھی حکومت چار حلقے کھولنے کے لیے تیار ہو جائے تو میں لانگ مارچ کا اعلان واپس لے لوں گا۔ حکومت کیوں اس مسئلے کو سیاسی طور پر حل نہیں کرتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ان چار حلقوں میں خواجہ آصف اور خواجہ سعد رفیق کے حلقے بھی آتے ہیں۔ اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ ان میں اسمبلی کے سپیکر کا حلقہ بھی شامل ہے۔ اگر اسمبلی کا سپیکر گھر جاتا ہے تو اسمبلی کا قائم رہنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو اس کو ہونے دیجیے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بد دیانتی ہوئی ہے تو آئندہ انتخابات کے شفاف ہونے کا موقع پیدا ہو جائے گا۔ دنیا میں سپیکر کو بڑی عزت دی جاتی

ہے۔ برطانیہ میں یہ قانون ہے کہ اگر کوئی ممبر سپیکر بن جائے تو آئندہ الیکشن میں وہ بلا مقابلہ اسمبلی کا ممبر بن جاتا ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے مشرقی پاکستان میں سپیکر کو مار ہی دیا تھا۔ یہاں اگر سپیکر کی رکنیت جاتی ہے تو دوسرا کوئی حل نہیں نکلے گا اور مڈٹرم الیکشن ناگزیر ہو جائیں گے۔

سوال : ملک میں جو سیاسی چپقلش پیدا ہو رہی ہے، اس سے کہیں موجودہ نظام تو De-rail نہیں ہو جائے گا۔

ایوب بیگ مرزا : آپ کے منہ میں گھی شکر۔ کاش یہ نظام زمین بوس ہو جائے۔ اس نظام نے غریب عوام اور سفید کالر والے کو دیا کیا ہے؟ 66 سال میں کیا ہوا ہے؟ پہلے کس سطح سے لوگ غربت کی لکیر کے نیچے تھے اور اب کس طرح کے لوگ غربت کی سطح کے نیچے چلے گئے ہیں۔ پہلے گنتی کے لوگ یہاں دولت مند تھے اور اب کتنے لوگ راتوں رات دولت مند ہو چکے ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق پاکستان کے دولت مند لوگوں کے 2 سو ارب ڈالر سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں پڑے ہیں۔ دعا کیجیے کہ یہ نظام زمین بوس ہو جائے اور ہم ایک نئی عمارت کھڑی کریں جو انصاف پر مبنی ہو، جو عدل پر استوار ہو، جس میں غریب کو اس کا حق دیا جائے۔ اگر یہ موجودہ استحصالی نظام زمین بوس ہو جائے اور اس کی جگہ وہ نظام لے لے جو لوگوں کو عدل دے، جو امیر اور غریب کے فرق کو مٹا دے، جو بادشاہ اور عوام کو ایک صف میں کھڑا کر دے، تو اِس سے بڑی بات کیا ہوگی۔ ہمیں ایسے ہی نظام کی ضرورت ہے۔ ہم نے پاکستان اسلام کے عادلانہ نظام کی خاطر قائم کیا تھا، ظالمانہ استحصالی نظام کے لیے نہیں بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کفر کا نظام چل سکتا ہے لیکن ظلم کا نظام نہیں چل سکتا۔ یورپ میں کفر کا نظام اس لیے چل رہا ہے کہ وہاں غریب کو کچھ نہ کچھ مل رہا ہے۔ اگرچہ وہاں بھی سرمایہ دار غریب کا خون چوستا ہے، لیکن یہاں کا سرمایہ دار غریب کی ہڈیاں بھی کھا رہا ہے اور خون بھی نچوڑ رہا ہے۔ پاکستان کے ان مقتدر لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ عوام کی خدمت کے نعرے لگاتے ہیں اور اپنی تجوریاں بھر کر باہر عوام کی دولت بھیج رہے ہیں۔ لہٰذا اس نظام کے لیے دعا کیجیے کہ یہ نظام زمین بوس ہی ہو جائے۔

(قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی کے امیر رانا عرفان کے تایا جان اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔
اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) قارئین ندائے خلافت سے بھی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم چشتیاں کے رفیق قاری غلام مصطفیٰ کا آپریشن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً اَلَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ" میں

10 تا 16 اگست 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں جہاد فی سبیل اللہ، عبادتِ رب، شہادت علی الناس، اقامت دین اور اسلام کا انقلابی منشور جیسے موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں

اور اسی مقام پر

15 تا 17 اگست 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0553891695 / 0300-7446250

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت : 36316638-36366638(042)

عورت کی نمائش کرنے والوں کے لیے

انصار عباسی

امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا۔ عمومی طور پر ہم اپنے اس دینی فریضہ سے غافل ہو چکے۔ ماضی میں کچھ مذہبی وسیاسی جماعتیں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کوشش کرتی دکھائی دیتی تھیں مگر اب وہ بھی اس فریضہ کی ادائی میں فعال نظر نہیں آ رہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر قسم کی بُرائی اور خرابی معاشرہ میں جڑ پکڑتی جا رہی ہے جبکہ نیکی کی بات کرنے والوں کے لیے گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔

ہمارے اردگرد برائیاں پھیل رہی ہیں مگر ہم میں سے کوئی بولتا نہیں کہ ہمیں کیا پڑی کہ دوسروں کے معاملات میں دخل دیں۔ حقیقت میں یہ معاملہ دوسروں کا نہیں ہمارا اپنا ہے۔ اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوگا تو اس معاشرہ میں رہنے والے کیسے اس بگاڑ سے بچ سکتے ہیں۔ ماضی میں کسی محلّہ یا علاقہ میں اگر کوئی غلط لوگ آ کر بس جاتے تھے تو اس پر پورا محلّہ اٹھ کھڑا ہوتا، لیکن اب کوئی کسی دوسرے کے معاملہ میں بولنا نہیں چاہتا۔ یہ دور ہے نام نہاد آزادی رائے، انسانی حقوق، حقوق نسواں جیسے معاملات کو اس انداز میں آگے بڑھانے کا کہ جہاں ہر کسی کو چھٹی دے دی گئی کہ جو مرضی آئے کر لے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جناب یہ تو ہمارے دینی و معاشرتی اقدار کے خلاف ہے تو اعتراض کرنے والے کے پیچھے سب پڑ جاتے ہیں۔

ان حالات میں چند دن پہلے ایک قومی اخبار میں مرحوم اسلامی اسکالر ڈاکٹر اسرار احمد کی جماعت تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے دیئے گئے اشتہار کو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اشتہار کا عنوان ''عورت کا مقام...... میڈیا اور تاجر حضرات ذرا سوچیں!'' تھا۔ جس میں درج ذیل عبارت لکھی گئی تھی: ''اسلام نے عورت کو جو مقام اور احترام دیا ہے وہ کوئی دوسرا مذہب یا نظام نہیں دے سکا۔ اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا۔ ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ اسلام نے عورت کو والدین اور شوہر دونوں کی وراثت میں بھی حصہ دار بنایا ہے، جبکہ مغربی تہذیب نے آزادی نسواں کے نام پر عورت کو شمع محفل بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال رزق کمانے کے لیے مرد کو بیرون خانہ اور عورت کو خاوند اور بچوں کی نگہداشت کے لیے اندرون خانہ الگ الگ ذمہ داریاں سونپی تھیں۔ یورپ کے عیار مرد نے آزادی نسواں اور یکساں حیثیت کے پُر فریب نعرے پر اسے کولہو کا بیل بنا دیا۔ تاجر اور صنعت کار اپنی پروڈکٹ کی فروخت کے لیے عورت کے حسن اور نزاکت کا اشتہار دے رہے ہیں اور میڈیا اپنی ریٹنگ اور اشاعت کا بڑھانے کے لیے عورت کی عریاں اور نیم عریاں تصاویر شائع کر رہا ہے۔ تاجر طبقہ اور میڈیا یہ سوچے کہ وہ اپنی خواتین کے لیے یہ رول پسند کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فحاشی اور بے حیائی کو شیطانی عمل قرار دیا ہے اور شدید ترین انداز میں اس کی مذمت کی ہے۔ کیا چند ٹکوں کی خاطر اللہ کی ناراضی مول لینا اور آخرت کے دائمی عذاب کا مستحق ہونا خسارے کا سودا نہیں۔ ذرا سوچیے!''

> بے حیائی اور عریانیت کے اس سیلاب کو روکنے کے لیے تنظیم اسلامی
> پاکستان کی طرح دوسری دینی اور سیاسی جماعتوں کو بھی ایک تحریک
> کے طور پر اس معاملہ کو اٹھانا چاہیے

تنظیم اسلامی پاکستان نے ایک ایسی بُرائی کے خلاف آواز اٹھائی ہے جس کو روکنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے ورنہ آج اگر کسی دوسرے کی بہن بیٹی کو دکھا کر سودا بیچا جا رہا ہے، کاروبار چمکائے جا رہے ہیں، پیسہ کمایا جا رہا ہے تو کل ان کی جگہ ہماری خواتین بھی اس استحصالی نظام کا شکار ہوں گی۔ حقوق نسواں کے نام پر عورت کا جو استحصال یہاں کیا جا رہا ہے اُس پر تو اب بات کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ عورت کو نمائش کے لیے پیش کیا جا رہا ہے، اُس کے جسم اور اُس کی خوبصورتی کو استعمال کر کے کاروباری فائدے اٹھائے جا رہے ہیں مگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو اسے عورت کی آزادی اور اُس کے حقوق پر حملہ قرار دیا جاتا ہے۔ اسلام تو شرم وحیا کی بات کرتا ہے جبکہ ہمارا سارا زور معاشرہ میں بے حیائی پھیلانے پر ہے۔ بے حیائی اور عریانیت کے اس سیلاب کو روکنے کے لیے تنظیم اسلامی پاکستان کی طرح دوسری دینی اور سیاسی جماعتوں کو بھی ایک تحریک کے طور پر اس معاملہ کو اٹھانا چاہیے۔ کوئی اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر چھپ کر کیا کرتا ہے اس سے کسی کو کوئی غرض نہیں مگر فحاشی کا سرعام پھیلایا جانا پورے معاشرہ کی تباہی کا سامان پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ چاہے مقصد کاروبار ہو یا کوئی دوسرا دنیاوی فائدہ، عورت کے اس استحصال کو روکنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اشیائے صرف کی فروخت یا میڈیا کی ریٹنگ بڑھانے کے لیے عورت کی عزت کو کسی اسلامی معاشرہ میں داؤ پر لگانے کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے قارئین کو

عید مبارک

نیز قارئین نوٹ فرمالیں کہ عید الفطر کی تعطیلات کی وجہ سے پریس اور ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے زیراہتمام تقریب تقسیم اسناد کا انعقاد

انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے زیراہتمام ہونے والے مختلف کورسز کی تقریب تقسیم اسناد 24 جون جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی میں بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید تھے۔ صدر انجمن خالد نعمت نے افتتاحی کلمات کہے اور مختصراً انجمن کے پس منظر اور سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد حاضرین کو ایک مختصر سی ویڈیو ڈاکومنٹری دکھائی گئی جسے جناب فرخ سلطان نے کافی محنت سے لاہور، کراچی، جھنگ اور فیصل آباد وغیرہ کی قرآن اکیڈمیوں کا دورہ کر کے اور وہاں کے مدرسین اور طلبہ کے انٹرویوز ریکارڈ کر کے تیار کیا تھا۔ اس ڈاکومنٹری میں مختلف قرآن اکیڈمیوں کے طلبہ اور اساتذہ کے تاثرات، قرآن اکیڈمیوں کے پس منظر اور اہمیت سے متعلق ان حضرات کے خیالات کو دکھایا گیا ہے۔

ڈاکومنٹری کے بعد مختلف کورسز کے شرکاء میں سے چند ایک کو اپنے اپنے تاثرات بیان کرنے کے لئے بلایا گیا۔ چنانچہ چھ سات شرکائے کورس نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے۔ شرکائے کورس نے کہا کہ کورس سے گزر کر ہمیں یہ احساس ہوا کہ ہم نے بہت دیر کر دی، ہمیں دین فہمی کا یہ کورس بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے باقی لوگوں کو دعوت بھی دی کہ وہ جلد از جلد یہ کورس کریں۔ بعض شرکاء نے چند مفید تجاویز بھی پیش کیں۔ بریگیڈیئر (ر) کامران عزیز کا کہنا تھا کہ کورس میں قرآن فہمی اور ترجمہ قرآن کا حصہ اور دورانیہ زیادہ کرنا چاہیے کہ کورس کا نام ہی ''قرآن فہمی'' کورس ہے۔ اس دوران نماز مغرب کا وقت ہو گیا جس پر تقریب کا پہلا سیشن مکمل ہوا۔ نماز مغرب کے بعد دوسرے سیشن کا آغاز ہوا تو جامع مسجد گلزار قائد کے ذمہ دار میجر عطاء محمد کو دعوت خطاب دی گئی۔ میجر صاحب نے قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے اور آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے شاگرد اور ان کی جماعت امت کی دنیا و آخرت کی فلاح کے لئے نہایت اعلیٰ کام کر رہے ہیں اور اسی عظیم مقصد کے لئے ان کی مسجد کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد تقریب کے مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ امیر محترم نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عربی زبان اس لئے نہیں سکھا رہے ہے کہ لوگ مڈل ایسٹ میں جا کر ملازمت کریں گے، بلکہ ہم اس لئے سکھا رہے ہیں تا کہ لوگ اللہ کے کلام کو سمجھ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جو دین دنیا میں غالب ہونے آیا تھا ہم نے اسے یہاں غالب کرنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ اپنے عمل سے اس راہ میں روڑے اٹکاتے رہے۔ ہماری زبوں حالی کا اصل سبب قرآن سے دوری ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہما اللہ نے تقریباً ایک صدی قبل یہ بات دوٹوک انداز سے بیان کر دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال کا کلام خاص طور پر فارسی شاعری زیادہ تر اسی موضوع پر ہے۔ انہوں نے علامہ کے ایک شعر

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ جب مالٹا کی جیل سے رہا ہو کر آئے تو امت کی زبوں حالی کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کا سبب قرآن سے دوری بتایا۔ امیر محترم نے کہا آج ہماری سب سے بڑی ضرورت حقیقی ایمان کی دولت ہے، اور یہ دولت ہمیں قرآن سے ہی حاصل ہو گی۔ امیر محترم نے کہا کہ خدام القرآن کے نام سے انجمنوں کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کے ساتھ جوڑا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مکی دور میں شمشیر قرآن کے ساتھ جہاد کا حکم تھا۔ مسلمانوں کو تشدد کے جواب میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ آج ہمیں بھی یہ جہاد کرنا ہے۔ انجمن خدام القرآن کے قیام کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ آج کے دور کے باطل نظریات کا توڑ کرنے کے لئے اعلیٰ سطح پر علمی کام کیا جائے، دینی اور قرآنی علوم میں مہارت حاصل کر کے جدید نظریات کا توڑ کیا جائے۔ امیر محترم نے تنظیم اسلامی کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی رب کی دھرتی پر رب کے نظام کے لیے کوشاں ہے۔ انہوں نے شرکاء پر زور دیا کہ دین سیکھ کر اس پر عمل کریں، پھر قرآن کے ذریعہ دوسروں کو دعوت دیں اور اس دین کے قیام و نفاذ کی جدوجہد کریں۔ انہوں نے شرکائے کورس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ایک سالہ کورس کے ذریعے آپ کو دین کا تعارف حاصل ہوا ہے، اور آپ اس میدان میں داخل ہوئے ہیں، ابھی آگے آپ کو بہت کچھ کرنا ہے۔

امیر محترم کے بیان کے بعد تقسیم اسناد کا مرحلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے اوّل، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔ بعض شرکائے کورس ایسے بھی تھے جنہوں نے پورا سال کسی بھی پیریڈ میں کوئی غیر حاضری نہیں کی یعنی 100% حاضری یقینی بنائی، ان کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔ باقی شرکائے کورس میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ نماز عشاء کے وقت یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ نماز کے بعد حاضرین کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ (مرتب: عبدالوہاب شیرازی)

حلقہ سرگودھا کے زیراہتمام خصوصی دعوتی پروگرام

25 مئی 2014ء بروز اتوار حلقہ سرگودھا کے زیراہتمام گریس میرج ہال فیصل آباد روڈ سرگودھا میں ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت جمعیت اشاعت التوحید والسنہ سرگودھا کے نوجوان ناظم قاری محمد عامر نے کی۔ تلاوت کے بعد راقم الحروف نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ جبکہ تنظیم اسلامی فیصل آباد کے رفیق شیخ محمد سلیم نے کلام اقبال پیش کیا۔ بعدازاں حلقہ فیصل آباد کے نائب امیر رشید عمر نے پاکستان کی جغرافیائی حدود اور اس کی اہمیت کے موضوع پر ایک سیر حاصل گفتگو کی۔ محترم رشید عمر نے کہا کہ اگر ہم چاہیں تو پاکستان کی وسطی ایشیا تک رسائی کے لیے ایک بہت بڑی کاروباری منڈی بن سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہمیں پاکستان کی شکل میں اتنی بڑی نعمت دی لیکن ہم نے کفرانِ نعمت کی روش اپنائی، چنانچہ اللہ نے ہم پر ذلت و مسکنت تھوپ دی۔

اس کے بعد امیر حلقہ فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے ''موجودہ عالمی حالات میں پاکستان کا مستقبل'' پر گفتگو کرتے ہوئے سب سے پہلے عالمی حالات پیش کیے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت عالمی سطح پر دجالی قوتیں اسلام اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے اور اسلام کا چہرہ مسخ کرنے میں مصروف ہیں۔ ایک عرصے سے جمہوری رنگ میں اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ سودی نظام مسلط کر کے سرمایہ دارانہ سودی نظام کو تحفظ دیا جا رہا ہے اور رہی سہی کسر اب فحاشی و عریانی کے سیلاب نے پوری کر دی ہے۔ وہ مغربی معاشرہ جس کی اکثریت کو اپنے باپ کا پتا نہیں ہے، جہاں 12 سال کی بچیاں نکاح سے پہلے مائیں بن رہی ہیں، اب ان کی نگاہوں میں دین اسلام کا شرم و حیا کا پیکر نظام معاشرت کھٹک رہا ہے، جس کو ختم کرنے کی وہ مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ کبھی مختاراں مائی کے روپ میں تو کبھی ملالہ کی آڑ میں اسلامی معاشرت اور شرم و حیاء کی اقدار کو تلپٹ کر کے سازشیں کی جا رہی ہیں۔ ہمارے حکمران جو سیاست و معیشت میں امریکہ کی غلامی کا طوق گلے میں اتار چکے، اب آزادئ رائے کے نام پر میڈیا کے ذریعے فحاشی و عریانی کو عام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم مسلمانانِ پاکستان اپنی گزشتہ 65 سالوں کی خطاؤں پر اللہ سے معافی مانگیں اور

نفاذ اسلام کے جس عظیم مقصد کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا اس کو پورا کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پاکستان میں لبرل اور سیکولر طبقہ قائداعظم کی شخصیت کو سیکولر بنا کر پیش کرتا ہے، حالانکہ یہ محمد علی جناحؒ کی ذات پر بہتان ہے۔ قائداعظم کی وہ تمام تقاریر ریکارڈ کا حصہ ہیں جن میں انہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے حوالہ سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی بقاواستحکام یہاں پر اسلامی نظام حکومت قائم کرنے سے وابستہ ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس مقصد کے لئے زندگی وقف کر دی تھی۔ اُن کی قائم کردہ تنظیم اسلامی اِسی مشن کو آگے بڑھا رہی ہے۔ انہوں نے شرکاء سے اپیل کی کہ ہمارے دست و بازو بنیں اور پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار کریں۔ پہلے خود اللہ کا بندہ بنیں، پھر اپنے گھر بار اور احباب میں اس دعوت کو پھیلائیں اور قیام خلافت کے لئے کوشاں ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے اختتام پر امیر حلقہ سرگودھا رفیع الدین شیخ نے حلقہ سرگودھا کی دعوتی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی اور پروگرام میں آمد پر سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ پروگرام کے اختتام پر سامعین کی جوسز سے تواضع کی گئی۔ پروگرام میں سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری رکن شوریٰ عبدالخالق مغل نے ادا کی۔ اس پروگرام میں تقریباً 350 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رفقاء واحباب کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (مرتب: حافظ محمد زین العابدین شیخ)

اسرہ حیاتی تنظیم باجوڑ شرقی کی دعوتی سرگرمیاں

20 جون کی صبح اسرہ حیاتی (تنظیم باجوڑ) کے رفقاء ایک دعوتی پروگرام کے لئے وادی آرنگ روانہ ہوئے۔ دعوتی قافلہ کی قیادت نقیب اسرہ شیر محمد حنیف کر رہے تھے۔ ڈھائی گھنٹے پیدل سفر کے بعد ہم وادی آرنگ کے مرکزی قصبہ توحید آباد پہنچ گئے۔ وہاں پر مولوی شعیب صاحب ہمارے منتظر تھے۔ اُن کی رہبری میں ہائی سکول کے پرنسپل سعید صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے انھیں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔ شیر محمد حنیف نے سکول کے اساتذہ کرام اور طلبہ سے دین کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ اُن کے لیکچر کو بہت پسند کیا گیا۔ لیکچر کے اختتام پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

جمعہ کا دن تھا۔ قریبی مسجد میں امام صاحب کی اجازت سے شیر محمد نے خطبۂ جمعہ دیا، جس میں فرائض دینی کے جامع تصور پر مفصل گفتگو کی۔ علاقہ کی سب بڑی مسجد ہونے کی وجہ سے تقریباً 4 ہزار نمازیوں نے یہ خطاب سنا۔ اس کے بعد پرنسپل صاحب نے چائے سے ضیافت فرمائی اور دعا کے بعد ہم نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ (مرتب: مولوی گل زادہ)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام اسرائیلی جارحیت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

نہتے اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل کی وحشیانہ جارحیت کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی نے 17 جولائی بروز جمعرات بعد نماز ظہر پریس کلب لاہور کے باہر احتجاج کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ بعدازاں حافظ مشتاق ربانی نے غزہ پر اسرائیل کے بہیمانہ فوجی ایکشن کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل جو کہ فلسطین پر ناجائز قابض ہے، مسلمانوں کی نااتفاقی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کڑے وقت میں اُمت کو متحد ہونے کی ضرورت ہے، تاکہ یہود کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا جاسکے۔ تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے ناظم دعوت شکیل احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ اُمت مسلمہ اِس درندگی پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، یہ انتہائی شرم کا مقام ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے اس ملک میں غلبۂ دین کی جدوجہد کو تیز کریں، تاکہ پاکستان اس پوزیشن میں ہو کہ دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف ظلم پر ان کی عملی فوجی مدد کر سکے۔ امیر حلقہ لاہور شرقی قرۃ العین خان نے اپنے اختتامی خطاب میں رمضان اور شدید گرمی کے موسم میں مظاہرے میں شرکت پر شرکاء کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ شرکاء کے فلسطین کے مظلوم ومقصور بھائیوں سے اظہار یکجہتی اور صہیونی درندگی کی مذمت کر کے یہ پیغام دیا ہے کہ مسلمان دنیا کے جس خطے میں بھی آباد ہوں، اُن پر ہونے والے ظلم سے ہم کسی طور لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ ہم اس کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے۔ قرۃ العین خان نے کہا کہ حکومتی اور عوامی سطح پر ہمیں اسرائیلی جارحیت کے خلاف درج ذیل کام کرنے ہوں گے:

1۔ اسلامی ممالک اسرائیل اور اُس کے پشتی بانوں کا سفارتی وتجارتی بائیکاٹ کریں۔
2۔ اقوام متحدہ وسلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بلا کر اسرائیل کے خلاف جنگی جرائم کی قرارداد منظور کی جائے اور آئندہ اسے باز رکھنے کے لئے ایک ٹھوس پالیسی تشکیل دی جائے۔
3۔ عوامی سطح پر فلسطینی بھائیوں کو امداد پہنچانے کی کوشش کی جائے۔
4۔ تمام مساجد میں بلاتفریق مسلک باقاعدگی سے اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کے لئے دعاؤں کا اہتمام کیا جائے اور وتروں میں قنوت نازلہ پڑھی جائے۔
5۔ تمام مسلمان پیپسی، کوک اور یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دیگر تمام پراڈکٹ کا بائیکاٹ کریں۔

دعا پر یہ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ مظاہرے میں شرکاء نے پلے کارڈز اور بینرز تھام رکھے تھے جن پر صیہونی ریاست اسرائیل کے خلاف نعرے درج تھے۔ اس دوران لوگوں میں ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔

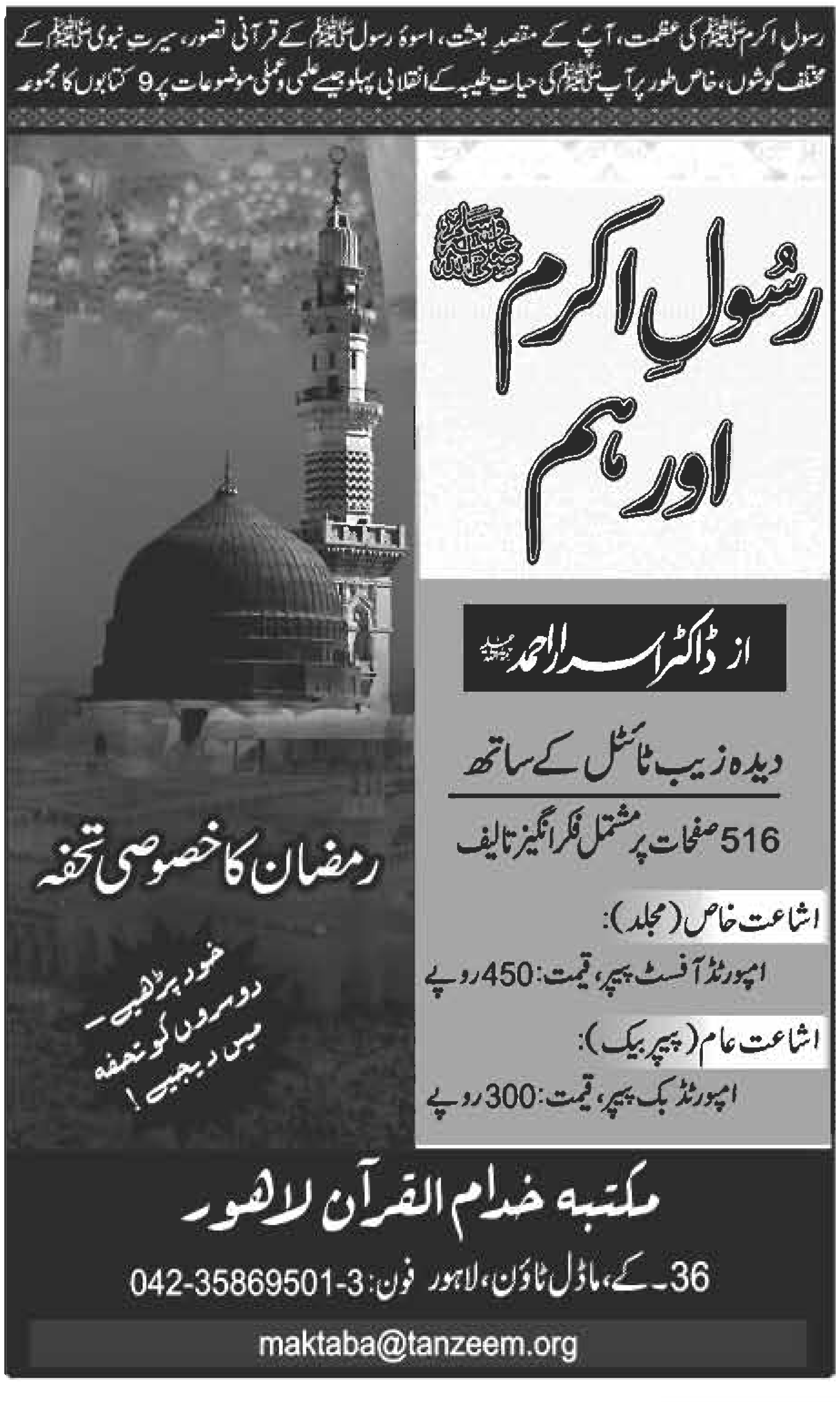

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
کے زیرِ اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہو گی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہو گی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز یکم ستمبر سے ہو گا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین وحضرات یکم ستمبر کو صبح 8:30 بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند یکم ستمبر تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: **قرآن اکیڈمی**
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem.org

ندیم سہیل
0322-4371473

محترم وزیر اعظم! کیا پاکستان کی سماجی اور معاشرتی تباہی قابل توجہ نہیں؟

انسان کامل رحمت للعالمین نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے ’’جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر‘‘ یعنی انسان اگر بے حیا ہو جائے تو اُس سے خیر کی کوئی توقع نہیں رہتی اور وہ کسی بھی نوع کے گھناؤنے فعل اور جرم کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے پاک کلام میں انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں سے سب سے زیادہ معاشرتی زندگی پر بحث کی ہے اور نوع انسانی کو اس حوالہ سے ہدایات دی ہیں، تا کہ نیکی کی راہ پر گامزن حیادار خاندان صالح معاشرہ کی بنیاد رکھ سکیں۔ اہل مغرب نے دانستہ یا نادانستہ طور پر آزادی اور مساوات کے پُر فریب نعرے کی آڑ میں عصمت و حیا کی دھجیاں بکھیر دیں، للہٰذا اُن کا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو گیا اور آج باوجود یکہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں سیاروں کو مسخر کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں بے حیائی اور جنسی دہشت گردی کی وجہ سے وہ معاشرتی سطح پر روبہ زوال ہیں اور اُن کا دانشور طبقہ اس صورت حال سے انتہائی پریشان ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اخلاقی گراوٹ ترقی یافتہ اقوام کے زوال اور اُن کے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کا باعث بنی۔ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی میں انتہائی پسماندہ رہ گئے، لیکن مغرب کی بے حیا تہذیب کو اپنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آج ہمارے الیکٹرانک میڈیا میں ایسے فحش پروگرام اور اشتہارات ناظرین کو دکھائے جاتے ہیں کہ شریف النفس پاکستانیوں کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

محترم وزیر اعظم! تنظیم اسلامی پاکستان کے کارکنوں نے فحاشی و عریانی اور بے حیائی کے خلاف آواز اٹھائی اور ایک دستخطی مہم میں آٹھ لاکھ گیارہ ہزار دو سو دس (8,11,210) افراد کے دستخط حاصل کیے۔ ان لوگوں کے شناختی کارڈ یا موبائل فون کا اندراج کیا گیا۔ علاوہ ازیں اِس قومی اور دینی جرم کی تباہ کاریوں سے اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب اور اہل محلّہ کو آگاہ کرنے کیلئے 7,42,000 ہینڈ بل تقسیم کیئے گئے۔ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے دستخطوں سے علمائے کرام اور معاشرے کے با اثر شخصیات کو خطوط لکھے۔ قوم کی اجتماعی آواز آپ تک پہنچانے کے لیے ہم نے کوشش کی کہ تنظیم اسلامی کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری صورت حال سامنے رکھے۔ لیکن بوجوہ ہمیں ملاقات کا شرف نہ بخشا گیا۔ محترم وزیر اعظم اصل مقصد معاشرے کو بے حیائی کے کینسر سے بچانا ہے جو ہماری معاشرتی روایات اور اقدار کی موت کا باعث بن رہا ہے۔ حکومت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کا فرض ہے کہ فوری طور پر اس کا نوٹس لیں اور ضروری اقدام کر کے معاشرے کو اس مہلک مرض سے بچائیں۔ وگرنہ یاد رکھیے، روز قیامت آپ جوابدہ ہوں گے کہ یہ سب کچھ آپ کی سرپرستی میں کیوں ہوتا رہا۔ خود کو اور قوم کو اس عبرتناک انجام سے بچانے کے لیے عملی اقدام اٹھائیں۔ اللہ آپ کو اجر عظیم سے نوازے گا۔ زندگی اور اقتدار دونوں عارضی ہیں جبکہ آخرت دائمی ہے۔ اللہ ہم سب کی آخرت سنوار دے۔ آمین یارب العالمین

من جانب: تنظیمِ اسلامی پاکستان

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
امیر: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ